ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
22 تا 28 نومبر 2001ء

☆ کیا پاکستان تباہی سے بچ سکے گا! (تجزیہ)
☆ ''اُمت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے'' (مکتوب شکاگو)
☆ ہم وہی کاٹیں گے، جو بوئیں گے (صدائے مغرب)

فضیلتِ صیام وقیامِ رمضان

بزبانِ صاحب قرآن ﷺ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ
وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ
وَمَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ
(رواہ البخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
''جس نے رمضان کے روزے رکھے ایمان کی کیفیت میں اور حصولِ ثواب کی نیت سے، اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے گئے اور جس نے رمضان (کی راتوں) میں قیام کیا (قرآن سننے اور سنانے کے لئے) ایمان کی کیفیت میں اور حصولِ ثواب کی نیت سے، اس کے بھی تمام سابقہ گناہ معاف کر دیئے گئے اور جو لیلۃ القدر میں کھڑا رہا (قرآن سننے اور سنانے کے لئے) ایمان کی کیفیت میں اور حصولِ ثواب کی نیت سے، اس کی بھی سابقہ تمام خطائیں بخش دی گئیں!''۔
(بخاری و مسلم)

سورۃ البقرہ (۴۴)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرَّحیم

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصَّابِئِيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَا اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝﴾ (آیات : ۶۲ تا ۶۴)

''یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور وہ لوگ جو یہودی اور نصرانی اور صابی تھے' ان میں جو کوئی بھی ایمان لایا اللہ پر اور یوم آخر پر' اور (اس نے) نیک عمل کیے تو وہ اپنے رب سے بڑے اجر کا حق دار ہے۔ ان کے لئے نہ کوئی خوف ہوگا نہ ہی وہ حزن سے دوچار ہوں گے۔ اور (یاد کرو) جب ہم نے تم سے عہد لیا تھا اور پہاڑ کو تم پر معلق کر دیا تھا' جو شے ہم نے تمہیں دی ہے (یعنی تورات) اس کو مضبوطی کے ساتھ تھام لو اور اسے یاد رکھو جو اس میں (درج) ہے تاکہ تم (عذاب الٰہی سے) بچ سکو۔ اس کے بعد پھر تم نے روگردانی کی' تو اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو (تم بہت پہلے ہی) خسارہ پانے والوں میں سے ہو گئے ہوتے۔''

زیر درس پہلی آیت سے بعض لوگ اس مغالطہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ نجات اخروی کے لئے کسی نبی یا رسول پر ایمان لانا ضروری نہیں ہے۔ ایسے افراد کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ کی توحید کا اقرار کرنے اور آخرت پر یقین رکھنے کے ساتھ اپنے اعمال و کردار کو صحیح رکھتا ہے تو اس کے نتیجے میں وہ آخرت میں بخشش کا مستحق قرار پائے گا۔ یہ درحقیقت ایک بہت بڑی بھول ہے۔ دراصل یہ آیت ایک مربوط سلسلۂ کلام کا حصہ ہے' جس میں سورۃ البقرہ کے پانچویں رکوع کی حیثیت وہی ہے جو پورے قرآن میں سورۂ فاتحہ کی ہے۔ سات آیات پر مشتمل اس رکوع میں بنی اسرائیل کو یہی دعوت دی گئی کہ آنحضور ﷺ پر ایمان لاؤ' اس قرآن کو تسلیم کرو جو حضور اکرم ﷺ پر نازل ہوا ہے اور جو تمہارے پاس پہلے سے موجود کتاب (یعنی تورات) کی تائید و توثیق کرتا ہے۔ لہٰذا کسی کو اس آیت کے حوالے سے کوئی شک وغیرہ نہیں ہونا چاہئے۔ تاہم اگر اس آیت میں وعمل صالحا کے بعد فی زمنة (یعنی ''ہر ایک اپنے اپنے زمانے میں'') کے الفاظ کو محذوف مان لیا جائے تو بات مزید واضح ہو جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے جو یہودی اللہ تعالیٰ پر' تورات پر اور آخرت پر ایمان لانے کے ساتھ نیک عمل کرتے تھے' ان کا اجر اللہ کے ہاں محفوظ ہے۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کے بعد ان پر ایمان لانا ضروری تھا۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ کی بعثت تک جو کوئی بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا تھا' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رسول مانتا تھا' آخرت پر یقین رکھتا تھا اور صالح اعمال پر کاربند تھا تو اس کے لئے بھی آخرت میں نجات ہے۔ البتہ اب منصب رسالت پر خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کے فائز ہونے کے بعد نجات اخروی کا دارومدار آنحضور ﷺ پر ایمان لانے پر ہی ہے۔ سورۃ البقرہ کے چھٹے رکوع کے آغاز میں جو دو آیات آئی ہیں' وہی دو آیتیں پھر دوبارہ وہاں وارد ہوئی ہیں جہاں یہ سلسلہ ختم ہوا ہے یعنی پندرھویں رکوع کے شروع میں۔ چنانچہ ریاضی کے ایک اصول کا اطلاق کرتے ہوئے اگر ان دونوں مقامات کو بریکٹ کے اندر لے آیا جائے تو اس کے درمیان کا مضمون' پانچویں رکوع کی سات آیات سے ضرب کھائے گا اور یوں وہ اس پورے سلسلۂ کلام میں خود بخود محذوف ہیں۔

آیت ۶۳ میں بنی اسرائیل کے غلط اطوار کا ذکر کرتے ہوئے ان پر پھر فرد جرم عائد کی جا رہی ہے۔ اگرچہ آج ہمیں یہ واقعات بڑے عجیب محسوس ہوتے ہیں کہ پہاڑ سر پر اٹھا لیا گیا ہو یا سمندر ایک ضرب سے پھٹ گیا ہو لیکن جاننا چاہئے کہ یہ تمام واقعات عالم واقعہ میں اسی طرح رونما ہوئے ہیں جیسا کہ قرآن کے الفاظ سے ظاہر ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کوئی شے بعید نہیں۔ اس قسم کے حسی معجزے اس دور میں دکھائے جاتے تھے جب انسان ابھی عہد طفولیت میں تھا لیکن جب وہ شعوری اعتبار سے بالغ ہو گیا تو ایسے معجزات کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔ اب قرآن مجید ہی معجزہ ہے۔ چنانچہ ایسے ہی ایک واقعہ کا ذکر کر کے بنی اسرائیل کو حکم دیا جا رہا ہے کہ تورات کی تعلیمات پر کاربند رہو کیونکہ صرف اسی طرح تم اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اس کے غیظ و غضب سے محفوظ رہ سکتے ہو۔ اگلی آیت میں فرمایا گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص مہربانی اور عنایت ہے کہ وہ تمہاری (بنی اسرائیل کی) عہد شکنی اور بداعمالیوں کے باوجود اتنے عرصے تک تمہیں ڈھیل دیتا رہا' یہاں تک کہ حضرت محمد ﷺ کی بعثت کے بعد اب آپؐ کی امت اس مقام و مرتبہ پر فائز کر دی گئی ہے جہاں تم دو ہزار برس تک رہے!

☆ ☆ ☆

جہاد کا حقیقی مقصد

چوہدری رحمت اللہ بٹر

عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ یُقَاتِلُ شُجَاعَۃً وَّیُقَاتِلُ حَمِیَّۃً وَّیُقَاتِلُ رِیَاءً اَیُّ ذٰلِکَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَاتَلَ لِتَکُوْنَ کَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا فَھُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (متفق علیہ)

''حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی شجاعت دکھانے' دوسرا حمیت جتانے' تیسرا ریاکاری کی غرض سے جنگ کرتا ہے ان میں سے کون اللہ کی راہ میں جہاد کر رہا ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کی غرض سے لڑتا ہے وہ اللہ کی راہ میں جہاد کر رہا ہے''۔

اس حدیث مبارکہ سے جہاں یہ بات واضح ہو گئی کہ مجاہد فی سبیل اللہ صرف وہ شخص ہے جو اللہ کے کلمے کی سربلندی اور اس کے دین کے غلبہ و نفاذ کے لئے جنگ کرے' وہاں آج سوچنے کی ضرورت ہے کہ حکومت پاکستان امریکہ کی حمایت کس غرض سے کر رہی ہے۔ کیا ان لوگوں کو جو اللہ کے کلمہ کی سربلندی کے لئے سرگرم عمل ہیں' ہٹا کر ان لوگوں کو لانا پیش نظر ہے جو افغانستان میں وہی جاہلی نظام لائیں گے جس میں صرف خاندانی اور قبائلی حمیت کارفرما ہوتی ہے اور جو وطن کے نام پر صرف اپنے مفادات کے لئے جنگ کرتے ہیں نہ کہ اللہ کے دین کے غلبے کی خاطر؟ یہی اس وقت حکومت پاکستان کر رہی ہے کہ وطن پاکستان کی حفاظت کا دعویٰ ہے لیکن کس بنیاد پر۔ کیا عصبیت جاہلی کی بنیاد پر' لیکن ان کے پاس تو پاکستان کے لئے کوئی عصبیت کی بنیاد بھی نہیں ہے اور پاکستان کی بنیاد تو صرف اسلام ہے' جس کو نظر انداز کر کے یہ اپنے آقا دسرپرست متکبر امریکہ کا ساتھ دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی نیت درست کرنے اور اللہ کے دین کے لئے جدوجہد کرنے کی توفیق دے وگرنہ اپنی عاقبت تو برباد کر لیں گے ساتھ قوم کی دنیا بھی نہ بچا سکیں گے کیونکہ نیت خراب ہو تو سارا عمل ہی فاسد ہو جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

افغانستان میں طالبان کی ڈرامائی پسپائی

افغانستان میں طالبان کی غیر متوقع طور پر فوری اور ڈرامائی پسپائی نے کم از کم وقتی طور پر وہاں غلبہ اسلام کی امیدوں کو خاک میں ملا دیا ہے ـــــ اور شدید اندیشہ ہے کہ افغانستان دوبارہ خانہ جنگی اور انارکی کا شکار ہو جائے گا۔ (تاہم اللہ کی طرف سے اب بھی طالبان کی معجزانہ نصرت کے امکان کو رد نہیں کیا جا سکتا)

دوسری طرف پاکستان کے لئے بھی حالات ہرگز اطمینان بخش نہیں ہیں ـــــ اور عین ممکن ہے کہ اب خود امریکہ پاکستان میں عدم استحکام کی حوصلہ افزائی کر کے مشرف حکومت کے خاتمے کی راہ ہموار کرے تاکہ پاکستان کے تیار شدہ ایٹمی ہتھیاروں کو اپنے قبضے میں لے لینے اور آئندہ کے لئے ایٹمی صلاحیت کو مفلوج کرنے کا جواز پیدا ہو سکے!

الغرض

کم از کم وقتی طور پر تو یہی نظر آ رہا ہے کہ اسرائیل کا منصوبہ پوری طرح کامیاب ہو رہا ہے ـــــ اور جس طرح بیسویں صدی کے آغاز میں یہودیوں نے اسرائیلی ریاست کے قیام کی راہ ہموار کرنے کے لئے خلافت عثمانیہ کو برطانیہ عظمیٰ اور اس کے اتحادیوں کے ہاتھوں ختم کرا دیا تھا جس میں ایک فری میسن مسلمان مصطفیٰ کمال پاشا بھی ان کا آلہ کار بن گیا تھا ـــــ جس پر اس کے ایک سابق مداح علامہ اقبال بھی چیخ اٹھے تھے کہ ''چاک کر دی ترک ناداں نے خلاف کی قبا۔ سادگی اپنوں کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ!'' ـــــ اسی طرح موجودہ صدی کے آغاز میں ''عظیم تر اسرائیل'' کے قیام کی جانب پیش قدمی اور ''ہیکل سلیمانی'' کی تیسری بار تعمیر کے لئے مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخرہ کو مسمار کرنے کے منصوبوں کی تکمیل کی راہ میں واحد رکاوٹ ''اسلامی فنڈا منٹلزم'' پر وقت کی سول سپریم پاور امریکہ اور اس کے بغل بچے برطانیہ کے ہاتھوں ضرب کاری لگوانے کے لئے امریکہ میں نیویارک اور واشنگٹن میں بدترین دہشت گردی کا ارتکاب خود کر کے اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے غیظ و غضب کا سارا ملبہ ذرائع ابلاغ پر اپنے تسلط اور امریکہ میں موجود اپنی حد درجہ مضبوط اور مؤثر لابی کی مدد سے افغانستان پر گرا دیا ـــــ اور قسمت کی ستم ظریفی دیکھئے کہ اس وقت بھی اسی مصطفیٰ کمال پاشا کا ایک مسلمان پرستار اس گھناؤنی سازش کا آلہ کار بن گیا۔

تاہم

الفاظ قرآنی: ''تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ '' (ترجمہ: ''یعنی ہم ان دنوں کو لوگوں کے مابین ادلتے بدلتے رہتے ہیں'') کے مصداق وقتی مد و جزر سے قطع نظر یہ بات یقینی ہے کہ عالم ارضی کا مستقبل یہودیوں اور ان کی آلہ ہائے کار حکومتوں اور عالمی اداروں (یو این او ورلڈ بینک آئی ایم ایف اور ڈبلیو ٹی او وغیرہ) کے مطلوب و مقصود ''نیو ورلڈ آرڈر'' سے نہیں بلکہ غلبہ اسلام اور عالمی نظام خلافت علیٰ منہاج النبوت کے قیام سے وابستہ ہے ـــــ جس میں ـ ''تقدیر تو مبرم نظر آتی ہے ولیکن ـ پیران کلیسا کی دعا ہے کہ یہ ٹل جائے!'' کے مصداق شیطان لعین اور اس کے ایجنٹوں اور کارندوں کی ریشہ دوانیوں سے تاخیر تو ہو سکتی ہے، مطلق اور مستقل نفی ممکن نہیں!

(باقی صفحہ ۷ پر)

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 10 شمارہ 44

22 تا 28 نومبر 2001ء

(٦ تا ١٢ رمضان ١٤٢٢ھ)

بانی : اقتدار احمد مرحوم

مدیر : حافظ عاکف سعید

نائب مدیر: فرقان دانش خراسانی

معاونین: مرزا ایوب بیگ ' سردار اعوان
محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت : شیخ رحیم الدین

پبلشر: اسعد احمد مختار ' طابع: رشید احمد چوہدری

مطبع: مکتبہ جدید پریس ' ریلوے روڈ ' لاہور

مقام اشاعت: 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور

فون: 03-5869501 فیکس: 5834000

E-Mail:anjuman@tanzeem.org

Website:www.tanzeem.org

قیمت فی شمارہ : 5 روپے

سالانہ زر تعاون :

اندرون ملک ...... 250 روپے

بیرون پاکستان:

☆ یورپ ' ایشیا ' افریقہ وغیرہ .... 1500 روپے

☆ امریکہ ' کینیڈا ' آسٹریلیا وغیرہ .... 2200 روپے

ہمارے لئے ہر مصیبت اور پریشانی میں واحد جائے پناہ قرآن حکیم ہے

پوری دنیا کی دھاندلی اور زیادتی یہ ہے کہ انہوں نے طالبان کی حکومت کو تسلیم نہیں کیا

افسوس آج ہمارے پاس کوئی ملی شاعر بھی نہیں جو ہمارے جذبات کی ترجمانی کر سکے

پاکستانی اپنے افغان بھائیوں کی ہر ممکن امداد جاری رکھیں اور دعائے قنوت نازلہ کا اہتمام کریں

اللہ ان آزمائشوں کے ذریعے مومنین کو ان کی کمزوریوں سے نجات دلانا چاہتا ہے

منہاج نبویؐ کے مراحل سے گزرے بغیر اگر انقلاب آ جائے تو وہ پائیدار نہیں ہوگا

افغانستان میں طالبان کی عارضی پسپائی سے دل برداشتہ نہیں ہونا چاہئے

مسجد دارالسلام باغ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے ۱۶ نومبر کے خطاب جمعہ کی تلخیص

طالبان کی حالیہ غیر معمولی پسپائی اگرچہ بہت غیر متوقع ہے لیکن اندازہ یہی ہو رہا ہے کہ طالبان کی ہائی کمانڈ نے یہ محسوس کر لیا کہ جس نوع کی بمباری امریکہ کر رہا ہے اس کا مقابلہ ہم میدانوں میں نہیں کر سکتے۔ کارپٹ بمباری ہی نہیں' ڈیزی کٹر جیسے خطرناک بموں کا استعمال ہو رہا ہے۔ یہ خطرناک بم جسے منی ایٹم بم بھی کہتے ہیں زمین کی سطح سے تین فٹ اوپر ہی پھٹ جاتا ہے۔ اور ایک کلومیٹر کے قطر میں ہر شے کو جلا کر راکھ کر دیتا ہے۔ اصل میں امریکہ کے پاس جو تباہ کن ہتھیار موجود ہیں عام طور پر لوگوں کو ان کا اندازہ نہیں ہوتا۔ روسیوں کے خلاف افغان وار کے دوران پہلی مرتبہ سنگر میزائل سامنے آیا تھا۔ اس سے پہلے کوئی اس سے واقف تھا ہی نہیں۔ روس کی شکست میں بہت بڑا رول اس میزائل نے ادا کیا تھا۔ اسی طرح خلیج کی جنگ میں پہلی مرتبہ پٹریوٹ (Patriot) میزائل سامنے آئے۔ گمان یہ تھا کہ صدام حسین کے پاس جو سکڈ میزائل ہیں وہ بڑے تباہ کن ہیں لیکن ہوا یہ کہ Patriot میزائل سامنے آ گیا جو کسی آنے والے میزائل کو فضا کے اندر ہی ٹکرا کر اسے ختم کر سکتا ہے۔ یہی کچھ موجودہ جنگ میں بھی ہوا ہے کیونکہ اس سے پہلے یہ ڈیزی کٹر بم کہیں استعمال نہیں ہوا۔ پندرہ ہزار پاؤنڈ اس کا وزن ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ طالبان کی حکومت نے محسوس کر لیا کہ اس سے بے گناہ جانیں جائیں گی تو انہوں نے اپنی حکمت عملی بدلی ہے۔ پاکستان میں دینی جذبات وحمیت رکھنے والے لوگ یقیناً ایک شدید صدمے کی کیفیت سے دوچار ہیں۔ طرابلس کی جنگ میں جب مسلمانوں کو شکست ہوئی تھی تو ۱۹۱۲ء میں مولانا حمید الدین فراہیؒ نے میں عربی زبان میں ایک مرثیہ کہا تھا۔ **کیف القرار وقد نکس — اعلامنا بطرابلس** ''قرار آئے تو کیسے آئے کہ ہمارے جھنڈے طرابلس میں سرنگوں ہو گئے۔'' آج ہماری یہی کیفیت ہے۔

یہی طرابلس کی جنگ تھی جس کے بارے میں بڑے دل دوز نالے اقبال نے بھی کہے' شبلی نے کہے۔ افسوس ہمارے افلاس کا یہ عالم ہے کہ آج ہمارے پاس کوئی قومی شاعر بھی نہیں ہے جو ہمارے ان جذبات کی ترجمانی کر سکے۔ وہ وقت تھا تو کیسے کیسے لوگ موجود تھے۔ شبلی بھی تھے' حالی بھی تھے' فراہی بھی تھے' علامہ اقبال بھی تھے۔ علامہ اقبال نے اپنی ایک نظم میں یہ نقشہ باندھا ہے کہ انہیں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضری کا موقع مل گیا۔ تو حضور ﷺ نے پوچھا کہ اقبال میرے لئے کیا تحفہ لے کر آئے ہو۔ علامہ اقبال نے اس مضمون کو بڑے دلسوز انداز میں باندھا ہے ؎

مگر میں نذر کو اک آبگینہ لایا ہوں
جو چیز اس میں ہے جنت میں بھی نہیں ملتی
جھلکتی ہے تری امت کی آبرو اس میں
طرابلس کے شہیدوں کا ہے لہو اس میں

اسی جنگ میں ایک عرب بچی' فاطمہ بنت عبداللہ زخمیوں کو پانی پلاتی پھر رہی تھی کہ وہ زد میں آئی اور شہید ہو گئی۔ اس پر بھی اقبال نے پوری نظم لکھی۔ ؎

فاطمہ تو آبروئے امت مرحوم ہے
ذرہ ذرہ تیری مشت خاک کا معصوم ہے
یہ سعادت حورِ صحرائی تری قسمت میں تھی
غازیانِ دین کی سقائی تری قسمت میں تھی

یہ ایک طویل نظم ہے۔ بہرحال آج ہم سب قلبی' ذہنی' نفسیاتی صدمے کی اسی کیفیت سے دوچار ہیں۔ ایسے میں ہمارے لئے جائے پناہ' یہی قرآن ہے۔ چنانچہ سورۂ کہف میں آنحضور ﷺ فرمایا: ''جب بھی کوئی کڑا وقت آئے' کوئی تکلیف آئے' کسی مایوسی کا سامنا ہو' تو'' اپنے رب کی کتاب کی تلاوت کیا کرو۔ اللہ کے کلمات کو کوئی بدلنے والا نہیں ہے اور تم اللہ کے سوا نہیں پاؤ گے کوئی پناہ گاہ''۔

اسی طرح حضرت علیؓ سے یہ مشہور حدیث مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: ''عنقریب ایک بہت بڑا فتنہ ظاہر ہوگا۔ حضرت علیؓ نے پوچھا' یارسول اللہ ﷺ اس فتنے سے نکلنے کا کونسا راستہ ہوگا۔ فرمایا کتاب اللہ۔ جو فتنوں سے بچانے والی ہے اس میں ان قوموں کا بھی حال درج ہے جو تم سے پہلے تھیں۔ ان لوگوں کا بھی حال درج ہے جو تمہارے بعد آئیں گے اور تمہارے مابین جو بھی اختلافات ہوں گے ان کا فیصلہ بھی موجود ہے۔'' سورۃ الانبیاء میں بھی یہی فرمایا گیا۔ ''اس کتاب میں تمہارا اپنا ذکر موجود ہے''۔ تلاش کرو اس میں' کہیں نہ کہیں تمہیں اپنے کردار کی جھلک مل جائے گی' اس تناظر میں موجودہ حالات میں سورۂ آل عمران کی آیات ۱۳۹ تا ۱۴۱ میں ہمارے لئے رہنمائی موجود ہے۔ جہاں فرمایا: ''نہ کم ہمتی کا مظاہرہ کرو' نہ ہی رنج وغم میں مبتلا ہو۔ (اللہ کا پختہ وعدہ ہے کہ) ''اگر تم ایمان پر قائم رہے تو بالآخر تم ہی سربلند ہو گے۔ اگر تمہیں ایک زخم لگا ہے تو تمہارے دشمنوں کو بھی تو ایسا ہی زخم لگا تھا' اور یہ کہ ان دنوں

کو ہم لوگوں کے مابین ادلتے بدلتے رہتے ہیں تا کہ اللہ (تمہارا امتحان لے اور) ظاہر کر دے کہ کون واقعی صاحب ایمان ہیں اور تم میں سے کچھ کو شہادت کے مقام پر بھی فائز کر دے۔ اور یقیناً اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ اور یہ (آزمائش اور مصیبت) اس لئے ہے تا کہ اللہ اہل ایمان کو دل کے کھوٹ سے (یعنی منافقت سے) بالکل پاک کر دے۔''

اگرچہ یہ آیات غزوۂ احد سے متعلق ہیں جہاں مسلمانوں کو ایک چرکا لگا تھا لیکن موجودہ صورت حال میں ہمارے لئے ان آیات میں رہنمائی یہ ہے کہ اگر آج افغانستان میں طالبان کو پسپائی ہوئی ہے تو اس میں دل برداشتہ نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اللہ کا وعدہ ہے: ''اگر تم مومن رہے تو تم ہی سب سے سربلند ہو گے''۔ آج اگر تم کو پسپائی اختیار کرنا پڑی ہے تو غور کرو کہ یہ شمالی اتحاد بھی مسلسل چھ سات سال سے شکست کھا رہا تھا۔ یہ اللہ کی سنت ہے کہ وہ اہل ایمان کا امتحان لینے کے لئے عروج و زوال کے دنوں کو لوگوں میں بدلتا رہتا ہے۔ کبھی فتح کا معاملہ ہے تو کبھی شکست تا کہ اللہ تعالیٰ ٹھوک بجا کر دیکھ لے کہ واقعی کون ہے صاحب ایمان۔ اور اللہ یہ بھی چاہتا ہے کہ تم میں سے کچھ کو شہادت کا مرتبہ عطا کرے۔ اس کو ہرگز یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کو ظالموں سے کوئی محبت ہے۔ اللہ تو ایسے ظالموں کو پسند ہی نہیں کرتا۔ یہ دراصل تمہاری اپنی تربیت کے لئے ایسا کیا جاتا ہے۔ تمہارے اندر چھانٹی کرنے کے لئے لازم ہے کہ دودھ کا دودھ' پانی کا پانی علیحدہ ہو جائے۔ معلوم ہو جائے کہ کون واقعتاً صاحب ایمان ہے اور کون صرف زبانی کلامی اس کے دعوے دار ہیں۔ دراصل اللہ چاہتا ہے کہ اہل ایمان کو بالکل پاک کر دے نفاق کے روگ سے' اور اہل ایمان علیحدہ ہو جائیں اس بھیڑ سے کہ جس میں منافق بھی شامل ہیں۔ دوسرے یہ کہ اہل ایمان میں سے کسی کے بھی دل میں اگر کمزوری' ضعف' یا کسی درجے میں کوئی روگ' اور بیماری ہے تو وہ دور ہو جائے۔ علاوہ ازیں جنت کوئی آسانی سے مل جانے والی شے نہیں ہے۔ یہ بات تقریباً تین مرتبہ اسی انداز میں قرآن میں آئی ہے' سورۃ بقرہ میں بھی' سورۃ آل عمران میں بھی اور سورۃ توبہ میں بھی کہ ''اے اہل ایمان' کیا تم نے سمجھا تھا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے' حالانکہ ابھی تو اللہ نے دیکھا ہی نہیں ہے کہ کون ہیں تم میں سے حقیقتاً جہاد کرنے والے' اور کون ہیں صبر کرنے والے (جم جانے والے' ڈٹ جانے والے)''۔ یہ ہے وہ مسئلہ جس سے اس وقت ہمارے افغان طالبان بھائی دو چار ہیں۔ بڑی آزمائش ان پر آئی ہے۔ بڑا سخت وقت ان پر آیا ہے اور یقیناً اس وقت ان کے اپنے حوصلوں کے اندر بھی کمزوری واقع ہوئی ہو گی۔ لیکن بحمد اللہ ان کی قیادت کے جو بیانات آ رہے ہیں اس کے اندر وہی عزیمت اور پختگی ہے جیسی پہلے تھی۔ البتہ موجودہ معاملات سے ایک بات واضح ہو گئی ہے کہ اسلامی انقلاب کے لئے ایک خاص پروسیس ہے جو ہمیں خاص حضور ﷺ کی سیرۃ مطہرہ سے ملتا ہے۔ اس پروسس میں پہلے دعوت' پھر تربیت اور تنظیم کے مراحل آتے ہیں۔ ان مراحل سے سے گزرے بغیر اگر انقلاب آ جائے تو وہ پائیدار نہیں ہوتا۔ یعنی آپ نے نہ تو زمین میں ہل چلایا' نہ بیج ڈالا نہ اس کی کوئی سیرابی کا کوئی بندوبست کیا۔ اچانک آپ کو فصل مل جائے تو اس کی آپ وہ قدر و قیمت نہیں کر سکیں گے۔ لیکن اگر آپ نے محنت کی تھی بیج بویا تھا' فصل کو سیراب کیا تھا' آبپاشی کی تھی' اس کی حفاظت کی تھی تو اب آپ اس کی قدر کریں گے۔ افغانستان میں اس منہج انقلاب کے مطابق کام نہیں ہوا تھا۔ روس کے داخل ہونے کے بعد طویل جنگ اور پھر خانہ جنگی کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے حادثاتی طور پر صورتحال ایسی بنی کہ طالبان کو اقتدار مل گیا۔ اور یہ ان پر اللہ کا فضل ہوا کہ نوے پچانوے فیصد افغانستان پر ان کا قبضہ ہوا اور پورا امن و امان قائم ہو گیا۔ کوئی لوٹ کھسوٹ نہیں۔ چوری نہیں' ڈاکہ نہیں' کوئی رہزنی نہیں۔ لیکن پوری دنیا نے ان کے ساتھ یہ ظلم و زیادتی کی کہ انہیں تسلیم نہیں کیا۔ پانچ سال تک ایک ملک کے پچانوے فیصد حصہ پر ان کی حکومت قائم تھی' دارالحکومت کابل پر ان کا قبضہ تھا۔ لیکن کوئی انہیں تسلیم کرنے کو تیار نہیں تھا' پانچ فیصد حصے میں جو شمالی اتحاد والے بیٹھے ہیں اور پوری دنیا کو معلوم ہے کہ ان بدمعاشوں نے آپس میں لڑ کر افغانستان کو برباد کیا ہے' ان کو عالمی سطح پر افغانستان کی جائز قانونی حکومت کے طور پر تسلیم کیا ہوا تھا۔ یہ ظلم' دھاندلی' عالمی سطح پر ہوئی ہے۔ ورنہ اگر انہیں تسلیم کیا گیا ہوتا' انہیں اقوام متحدہ میں سیٹ ملی ہوتی' اسامہ کے معاملے میں بھی کوئی گفت و شنید کا معاملہ ہوتا' تو آج یہ صورت حال نہ ہوتی۔ بہر حال ان پر جو بیتی ہے سو بیتی ہے۔ لیکن جیسا کہ سلطنت عثمانیہ کے زوال پر اقبال نے کہا تھا

اگر عثمانیوں پر کوہ غم ٹوٹا تو کیا غم ہے
کہ خون صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا

حضرت علامہ کی وہ توقع تو پوری نہیں ہو سکی۔ اس لئے کہ ترکان عثمانی پر جو قیامت ٹوٹی تھی اس کے نتیجے میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ یا اسلام کا کوئی دوبارہ غلبہ شروع نہیں ہوا۔ بلکہ اس کے بعد مصطفیٰ کمال پاشا کی حکومت قائم ہوئی' جس نے ترکی سے اسلام کی جڑیں کھود کھود کر نکالنے کی پوری پوری کوشش کی' عربی زبان ممنوع قرار دے دی گئی۔ اذان عربی میں نہیں ہو سکتی' نماز عربی میں نہیں پڑھ سکتے۔

اور لباس بھی لازماً یورپین پہننا پڑے گا' عورتوں کے برقعے ختم' یہ سارے کام مصطفیٰ کمال پاشا نے کئے تھے...... تو عثمانیوں کے خون سے تو امت مسلمہ اور اللہ کے دین حق کے لئے کوئی نئی حیات آفریں سحر پیدا نہیں ہو سکی تھی لیکن ان شاء اللہ افغانیوں کے خون سے احیائے دین اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی نئی روح پرور سحر لازماً رونما ہو گی...... گویا۔

اگر ''افغانیوں'' پر کوہ غم ٹوٹا تو کیا غم ہے
کہ خون صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا

لہٰذا پاکستان کے حامیان طالبان کے لئے لازم ہے کہ ہر ممکن طریقے سے افغان بھائیوں کی امداد جاری رکھیں اور اس کے ساتھ ہی دعائے قنوت نازلہ کا اہتمام بھی کریں۔ OO

بقیہ: تجزیہ

نہیں سکتی۔ افغانستان کی جنگ نے اس کی معیشت کو تباہ کر دیا ہے۔ درآمد و برآمد ختم ہو کر رہ گئی ہے۔ ایسی صورت میں زندہ رہنے کے لئے حقائق پسندوں کو یہی طریقہ نظر آئے گا کہ اپنی ایٹمی صلاحیت کو پلیٹ میں رکھ کر امریکہ کی خدمت میں پیش کر دیا جائے اور سب سمجھ دار لوگ اسے مصلحت کا تقاضا گردان کر اس کی تائید کریں گے اور دوسری طرف بھارت انتظار کر رہا ہے کہ پاکستان کا ایٹمی ڈنگ نکلے اور وہ اس کا قصہ پاک کرے۔ تب قنوت نازلہ بھی ہمارا دفاع نہیں کرے گی اس لئے کہ مالک حقیقی دین میں پورے کے پورے داخل ہونے کو پسند فرماتا ہے' اسے جزوی اور وقتی اطاعت قطعی طور پر قبول نہیں۔ وہ منافقت کو کفر سے بدتر قرار دیتا ہے۔ لہٰذا اس ساری گفتگو کا نچوڑ یہ ہے کہ اگرچہ ظاہری طور پر اور فوری طور پر پاکستان بچا لیا گیا ہے لیکن حقیقتاً اسے بدترین انجام کی طرف دھکیل دیا گیا ہے۔ ہم نے امریکہ کے غضب سے بچنے کے لئے اللہ کے غضب کو دعوت دے ڈالی ہے۔ اب بھی بچنے کی صرف اور صرف ایک صورت ہے اور وہ یہ کہ قوم انفرادی اور اجتماعی سطح پر توبہ کرے' خالص اور غیر مشروط توبہ۔ شاید قوم یونس کی طرح اللہ اس قوم پر بھی رحم کرے وگرنہ ہم ایک اسلامی حکومت کو تباہ و برباد کرنے میں تعاون کے جرم عظیم کی پاداش میں اللہ کے غضب کا شکار ہو سکتے ہیں۔ اللہ رب العزت ہمیں اپنی پناہ میں رکھے اور رجوع کرنے کی توفیق بخشے۔

تنظیمی اطلاع

تنظیم اسلامی گجرات کا دفتر عقب پرانی جیل سے منتقل ہو گیا ہے'
نیا پتہ یہ ہے: دفتر تنظیم اسلامی' جلال پور جٹاں روڈ'
بالمقابل تھانہ سول لائنز (گرین ٹاؤن)' گجرات
(فون: ۵۱۴۷۱۱' ۵۲۳۳۲۷)

کیا پاکستان تباہی سے بچ سکے گا؟

تجزیہ نگار کے نقطۂ نظر سے ادارہ کا کامل اتفاق ضروری نہیں

افغانستان کی جنگ اپنے منطقی انجام کو پہنچ رہی ہے۔ بالادست قوت نے افغانستان کی فضا سے آتش و آہن کی بارش برسا کر طالبان کی مزاحمتی قوت کو بھسم کر دیا ہے۔ قندوز میں ہزاروں طالبان محصور ہو چکے ہیں اور قندھار ان کی آخری پناہ گاہ ہے جس پر امریکہ ایک دن میں سینکڑوں بار بمباری کر رہا ہے۔ پاکستان میں مذہبی اور اسلام پسند جماعتیں اور ان سے ہمدردی رکھنے والے محدود تعداد میں لوگ سخت مایوسی کی حالت میں ہیں اور سیکولر عناصر کے چبھتے ہوئے فقروں کو سن کر خون کا گھونٹ پی کر رہ جاتے ہیں۔ یہ لوگ صاف صاف کہہ رہے ہیں کہ اگر حکومت مولویوں کے پیچھے لگ جاتی تو آج جو حال افغانستان کا ہوا

اسرائیل کے تحفظ کے لئے امریکہ
اب پاکستان کا رخ کرے گا!

ہے وہی پاکستان کا بھی ہوتا۔ یہ مشرف حکومت کی دور اندیشی اور اچھی حکمت عملی ہے جس سے پاکستان محفوظ رہ گیا۔ اکثریت یہ کہتی سنائی دیتی ہے کہ اگرچہ امریکہ نے افغانستان پر بہت ظلم ڈھایا ہے لیکن جب امریکہ نے مشرف حکومت کو جنگ کی دھمکی دی تھی تو اس کے پاس تعاون کرنے کے سوا کوئی چارہ کار ہی نہیں تھا۔ راقم سے جب لوگ مشرف کے اس فیصلہ پر رائے پوچھتے ہیں تو راقم ایک مثال سے مشرف کے فیصلے اور اپنی رائے کو واضح کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ یہ کہ ایک آدمی کو چوائس دی گئی ہے کہ تمہیں مرنا ہے صحت مندی کی حالت میں اچانک ہارٹ فیلیئر سے یا پھر تم کچھ مہلت حاصل کر سکتے ہو لیکن دوران مہلت تم زندہ رہو گے کینسر کا مریض بن کر' سسک سسک کر' ایڑیاں رگڑ رگڑ کر' مالی طور پر دیوالیہ ہو کر' جسمانی طور پر مفلوج ہو کر' حاجات ضروریہ کے لئے بھی دوسروں کا محتاج ہو کر۔ لیکن یہ مہلت بھی بہت طویل نہیں ہو گی اور تمہیں بالآخر مرنا ہو گا تڑپ تڑپ کر اور گھسٹ گھسٹ کر۔ مشرف نے اپنے اور پاکستان کے لئے موخر الذکر صورت پسند کی ہے۔ باعزت موت پر ذلت و رسوائی کی زندگی کو ترجیح دی ہے۔ حالانکہ صرف مختصر مدت کے لئے مہلت ملی ہے دائمی بچاؤ نہیں ہوا۔

ابھی امریکہ افغانستان سے پوری طرح فارغ نہیں ہوا لیکن اس نے پاکستان سے آنکھیں پھیر لی ہیں۔ پاکستان کے ازلی دشمن بھارت سے فوجی نوعیت کا ایک بہت بڑا معاہدہ کر رہا ہے جس میں اسلحہ کی ترسیل' مشترکہ فوجی مشقیں اور ہر سطح پر عسکری تعاون شامل ہے۔ جبکہ پاکستان سے افغانستان کے خلاف جنگ میں عوامی خواہشات کے علی الرغم زبردست تعاون حاصل کرنے کے باوجود صدر پرویز مشرف کی اس درخواست کو بری طرح رد کر دیا اور پاکستان کو ۲۸ ایف ۱۶ قسم کے طیارے دینے سے انکار کر دیا گیا۔ امریکہ کے قریب ترین اتحادی برطانیہ کے وزیر دفاع نے صاف صاف کہہ دیا ہے کہ کشمیر میں باہر سے ہونے والی دہشت گردی کے خلاف بھی ایکشن لیا جائے گا۔ پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے بارے میں مغربی میڈیا

ابوالحسن

نت نئی باتیں کر رہا ہے یہاں تک کہ بعض حالات میں ایٹمی تنصیبات پر امریکی اور اسرائیلی کمانڈوز کے ذریعے قبضہ کرنے کا چرچا بھی ہے۔ اسامہ کے پاکستان میں پناہ لینے کا ذکر بھی کیا جا رہا ہے۔ پاکستان کے بعض ایٹمی سائنس دانوں کو امریکہ کے حوالے کئے جانے کے مطالبے ہو رہے ہیں۔ تازہ ترین خبروں کے مطابق پاکستان کے سمندروں کا امریکی جنگی جہازوں نے محاصرہ کیا ہوا ہے اور عذر یہ تراشا ہے کہ انہیں شک ہے کہ اسامہ بحری راستے سے فرار ہونے کی کوشش نہ کرے۔ پاکستان کو متنبہ کیا گیا ہے کہ اگر کسی جہاز نے تلاشی دینے سے انکار کیا تو اسے تباہ کر دیا جائے گا۔

راقم کی متذکرہ بالا مثال کے بارے میں بعض افراد نے یہ کہا ہے کہ اس مثال کو درست بھی تسلیم کر لیا جائے تو بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ مشرف نے چانس لیا ہے' شاید ہم بچ جانے میں کامیاب ہو جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سوال کا تفصیلی جواب دیا جانا چاہئے۔ اگرچہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ مشرف نے جو موقف اختیار کیا ہے وہ غلط ضرور ہے لیکن یہ موقف بدنیتی سے اختیار نہیں کیا گیا' بات صرف اتنی ہے کہ مشرف مادی حقائق سے اوپر نہیں اٹھ سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ طالبان کی اسلامی حکومت کو تباہ و برباد کر کے ان کے طے شدہ ایجنڈے کی پہلی شق پر عمل درآمد ہوا ہے۔ ایک اسلامی ملک کی ایٹمی صلاحیت کو ختم کرنا ان کے ایجنڈے کی دوسری شق ہے۔ وہ پہلے مرحلہ پر کامیاب و کامران ہونے کے بعد آگے کیوں نہ بڑھیں گے جب کہ یہ ایٹمی صلاحیت براہ راست اسرائیل کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔ یہ بات بھی اب راز نہیں رہی کہ اسرائیل امریکہ کی اشیرباد اور بھارت کے عملی تعاون سے پاکستان کی ایٹمی تنصیبات کو تباہ کرنے کی کئی ناکام کوششیں کر چکا ہے۔ ہمیں یہ بھی نہیں بھولنا چاہئے کہ امریکہ جب سے سپر پاور بنا ہے اپنے مقاصد اور اہداف کے حصول کے لئے بدترین ظلم و تشدد اور قتل و غارت سے گریز نہیں کرتا۔ دوسری جنگ عظیم میں اتحادی ہر محاذ پر برتری حاصل کر چکے تھے' دشمن ہر محاذ پر پسپا

صدر مشرف مادی حقائق
سے اوپر نہیں اٹھ سکے

ہو رہا تھا لیکن امریکہ نے اپنے مستقبل کے مدمقابل سوویت یونین کو ہراساں کرنے کے لئے ناگاساکی اور ہیروشیما پر ایٹم بم گرا دیا جس سے لاکھوں انسان آگ کے گڑھوں میں دفن ہو گئے۔ اس نے شمالی کوریا' ویت نام' کمبوڈیا' عراق اور افغانستان میں انسانوں کو بے دریغ قتل کیا۔ وہ لاکھوں عراقی بچوں کے تڑپ تڑپ کر مر جانے کے باوجود عراق پر سے اقتصادی پابندیاں ختم نہیں کرتا۔ وہ پاکستان کو کئی بار کہہ چکا ہے کہ پاکستان اپنا ایٹمی پروگرام رول بیک کر دے۔ پاکستان اب تک مختلف عذر تراش کر اور حیلے بہانے سے وقت ٹالتا رہا ہے لیکن افغانستان میں کھلی کامیابی نے امریکہ کی بدمستی میں ہزار گنا اضافہ کر دیا ہے۔ طاقت کے نشے سے مخمور امریکہ پے در پے کامیابیاں حاصل کر رہا ہے۔ وہ کسی مسلمان ملک کی محبت میں اچانک اپنی پیش رفت کیوں روک دے گا' ایسا سوچنا بھی حماقت اور خود فریبی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ پھر یہ کہ یہودیوں نے جس مقصد کے لئے سارا ڈرامہ رچایا ہے' اگر پاکستان کو چھوڑ دیا گیا تو سب کچھ نامکمل اور ادھورا رہ جائے گا۔ انہیں اپنا مشن مکمل کرنا ہے اور اسرائیل کا تحفظ یقینی بنانا ہے لہٰذا پاکستان اگر کبوتر کی طرح بلی کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لیتا ہے تو اس سے تباہی ٹل

(باقی صفحہ ۵ پر)

''اُمت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے''

رعنا ہاشم خان

عالمی مبصرین کی اکثریت اس بات پر متفق ہے کہ امریکہ نے اس سال کے آغاز ہی میں افغانستان میں فوجی آپریشن کا فیصلہ کر لیا تھا۔ ۱۱ ستمبر کے المناک حادثے نے اس آپریشن کی اخلاقی رکاوٹیں دور کرنے میں مدد دی۔ سقوطِ کابل کے بعد امریکہ کی پشت پناہی اور حکم پر شمالی اتحاد نے جو کچھ کیا وہ ایک نئی تاریخ کا پیش خیمہ ہے۔ شمالی اتحاد کی فوجوں نے کامیابی کے نشے میں طالبان کو جس طرح ہلاک کیا ہے' وہ امریکی میڈیا پر فخریہ بتایا گیا طالبان کی پسپائی جو امریکی ٹی وی نے جس طرح ایک ایک ویڈیو کو کئی کئی مرتبہ دکھایا ہے اس نے امریکہ کے انسانی حقوق کے علمبردار ہونے کا تصور تک متاثر ڈالا ہے۔ یہ مناظر وقت کی دھول میں گم ہونے کے بجائے اس وقت تک ہرے ہی رہیں گے جب تک حق کی فتح اور باطل کی شکست نہیں ہو جاتی۔ افغانستان میں امریکی ظلم کی بدولت مسلمانوں کی اکثریت اس وقت جس کرب سے گزر رہی ہے' وہ تاریخ میں سیاہ حروف سے لکھا جائے گا۔ رہ گیا شمالی اتحاد تو وہ بہت جلد جان جائے گا کہ افغانستان کی جنگ اور نکاراگوا کی جنگ میں کس قدر مماثلت ہے۔ شمالی اتحاد کو طالبان مخالفت مذموم کارروائیوں میں استعمال کرنے کے لئے امریکہ نے نہ صرف فوجی Fatigue پہنائی ہیں بلکہ اس کے گلے میں طوقِ غلامی بھی ڈالا ہے اور کوئی بعید نہیں کہ آج کا یہ ناردرن الائنس امریکہ کے ہاتھوں کل کا ڈارک الائنس بن جائے۔ امریکہ نے ۱۹۷۹ء میں نکاراگوا میں Sandinistas کو شکست دینے کے لئے فوجی لباس' اسلحے اور تربیت سے اس کے مخالف گروہ کو تیار کیا تھا جو Contras کہلاتا تھا۔ Sandinistas کے بارے میں ریگن انتظامیہ کا کہنا تھا کہ یہ حکومت کمیونسٹ کیوبا اور سوویت یونین کی پشت پناہی سے برسرِ اقتدار آئی ہے اور ایل سلواڈور میں باغیوں کو اسلحہ فراہم کر رہی ہے لہٰذا اسے اقتدار سے محروم کرنے کے لئے اس کے مخالف گروہ کو امریکہ نے اسی طرح استعمال کیا تھا جس طرح آج طالبان کی مخالفت میں شمالی اتحاد کو استعمال کیا جا رہا ہے۔ امریکی خبر رساں ایجنسی San Jose Mercury News نے کچھ عرصہ پیشتر یہ انکشاف کیا تھا کہ امریکہ Contras کے ذریعے پوری دنیا میں کریک ڈیلنگ کا گھناؤنا کاروبار کر وا رہا ہے اور اب یہ گروہ اس کاروبار کی نسبت سے ڈارک الائنس کہلاتا ہے۔ سب ہی جانتے ہیں کہ ایسے گروہ اپنی زندگی حشرات الارض کی مانند بسر کرتے ہیں۔

امریکہ نے افغان عوام اور طالبان کے ساتھ سخت ناانصافی کی ہے۔ افغانستان میں اس وقت لاکھوں خواتین بیوہ جبکہ بچے یتیم اور اپاہج ہو گئے ہیں۔ ماضی میں کمیونسٹوں کے خلاف جہاد میں بھی لاکھوں افغانوں نے اپنی جان کے نذرانے دیئے تھے' خواتین بے آسرا اور معصوم بچے جنگ کی ہولناکی کا شکار ہوئے تھے۔ اتنی عظیم قربانیوں کے بعد ایک اسلامی حکومت کا قیام افغان عوام کا ایک جائز حق بنتا ہے کہ یہ قربانیاں انہوں نے اسلام کے نام پر ہی دی ہیں۔ لیکن امریکہ اسامہ کے بہانے ان کے اس حق کو مٹی تلے دبانے پر تلا ہوا ہے۔ افغانستان میں ۱۱ ستمبر سے زیادہ تباہی اور بربادی ہو چکی ہے۔ افغانوں کے خون سے امریکہ نے جو ہولی کھیلی ہے اس پر دنیا بھر کے مسلمان ممالک کے عوام انتہائی کرب سے گزر رہے ہیں۔ آج مسلمانوں کی اکثریت افغانستان میں بے گناہ افراد کی ہلاکت اور سقوطِ کابل پر افسردہ اور زود رنج ہے۔ کچھ لمحے زندگی پر قیامت بن کر گزر جاتے ہیں۔ جن لوگوں نے سقوطِ ڈھاکہ کا صدمہ جھیلا ہے ان کا کہنا ہے کہ اس دن ہمارے دل آنکھوں سے آنسو بن کر بہہ نکلے تھے اور پاکستان کے ہر شہر' ہر گلی اور ہر محلے میں آنسوؤں کی باڑ آئی تھی۔ مولانا حالی'' کا یہ شعر کم سے کم سو اصدی پرانا ہے مگر آج بھی صورتحال یہی ہے کہ۔

اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ہے
امت پر تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے

قلم برداشتہ

سقوطِ کابل۔۔۔ پاکستانی حکمرانوں کے لئے لمحہ فکریہ

مرزا ندیم بیگ

مسلمانوں کی تاریخ میں سقوط بغداد اور سقوط ڈھاکہ کے بعد سقوط کابل کسی بھی عظیم سانحے سے کم نہیں ہے۔ یہ الم ناک سانحہ ہمارے لئے اس اعتبار سے فکر انگیز اور شرمناک ہے کہ اس کے وقوع پذیر ہونے میں سب سے زیادہ اہم کردار مسلمان حکمرانوں ہی نے ادا کیا ہے۔ اقتدار اور عیش وعشرت کی خاطر نہتے افغان عوام امریکہ کے جہازوں کی اندھی بمباری سے شہید کرانے اور اللہ کے نام پر قائم دنیا میں واحد حکومت کے خاتمے میں دنیا بھر کی مسلمان حکومتیں برابر کی شریک ہیں۔

سقوط کابل کا سانحہ پاکستانی حکمرانوں کے لئے بالخصوص لمحۂ فکریہ ہے جو صبح شام'' سب سے پہلے پاکستان'' کے نام پر امریکہ سے وفاداری کو اپنی فلاح کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اگر ہم نے افغانستان کی اسلامی حکومت کے خلاف امریکہ سے وفاداری کا ثبوت نہ دیا تو امریکہ ہماری اینٹ سے اینٹ بجادے گا۔ انہیں توقع تھی کہ اس وفاداری کے انعام کے طور پر ہمارے قرضے معاف ہو جائیں گے' پاکستان پر ڈالرز کی بارش ہو جائے گی' امریکہ ہمارے ناز نخرے اٹھائے گا۔ مگر صدر پرویز مشرف کی امریکہ یاترا نے سارے خواب چکنا چور ہو گئے ہیں۔ پچھلے قرض معاف کرنے کے بجائے محض ایک ارب ڈالر تھما دیئے گئے اور یہ تھپکی دے کر وطن واپس بھیج دیا گیا کہ اپنی وفاداری کو مزید پختہ کرو۔

کابل میں طالبان حکومت کے خاتمے سے ہمیں کیا ملا؟ کیا ہمارا دفاع مضبوط ہو گیا؟ کیا سرحدیں محفوظ ہو گئیں؟ کیا ایٹمی تنصیبات کا تحفظ یقینی ہو گیا؟ ان تمام سوالوں کا جواب نفی میں ہے اور اس کے ذمہ دار پاکستان کے حکمران ہیں۔ غور کیا جانا چاہئے کہ ہمیں ''سب سے پہلے پاکستان'' کا راگ الاپ کر کیا حاصل ہوا ہے۔ پہلے ہمارا ایک دشمن بھارت تھا تو اب دوسرا دشمن افغانستان پر قابض شمالی اتحاد ہے جس کی پاکستان دشمنی کسی سے مخفی نہیں ہے۔ آنے والے حالات میں صاف نظر آ رہا ہے کہ اب مسئلہ کشمیر کو بنیاد بنا کر امریکہ اور اس کے حمایتی پاکستان کی ایٹمی تنصیبات کو نشانہ بنائیں گے جو ان کی آنکھ میں کانٹے کی طرح کھٹکتا ہے۔ پوری دنیا میں کوئی بھی ملک اپنے دفاع کے لئے جتنے چاہے ایٹم بن بنا سکتا ہے مگر کسی مسلمان ملک کو ایسا کرنے کی اجازت ہرگز نہیں ہے۔

سقوط کابل میں ہمارے لئے یہ سبق بھی پوشیدہ ہے کہ اگر امریکہ افغانستان میں اسلامی طرز زندگی اپنانے اور اسلامی شریعت کو نافذ کرنے والوں کو ختم کرنے کے لئے اپنے تمام وسائل جھونک سکتا ہے تو پاکستان کی اسلامی تحریکوں اور جہادی تنظیموں کو ختم کرنے کے لئے وہ کیا کچھ نہیں کر سکتا۔ اس معاملے میں اس سے کسی رعایت کی توقع رکھنا سب سے بڑی حماقت ہوگی۔ امریکہ کی خوشنودی کے لئے اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والے حکمرانوں! اگر تم نے اب بھی توبہ نہ کی تو تمہاری انفرادی بداعمالیاں اور غلط فیصلے پوری پاکستانی قوم کو ایک ایسی آزمائش میں مبتلا کر دیں گے جس کا انجام تباہی کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے حفظ وامان میں رکھے!

طالبان پر اعتراضات اور ان کے جوابات

مولانا غلام اللہ حقانی

طالبان پر اعتراض کرنے والوں کی اکثریت سنی سنائی باتوں پر یقین کر کے انہیں بلا تحقیق آگے بیان کر دیتی ہے۔ گویا ایک جھوٹ یا مفروضے کے ساتھ کچھ اپنی ذہنی اختراعات کو جمع کر کے اسے تقریر یا تحریر کے ذریعے آگے پہنچا دیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں بطور خاص مغربی ذرائع ابلاغ نے طالبان کے خلاف نہایت گمراہ کن پراپیگنڈہ کیا ہے۔ دراصل دنیا اس نظام زندگی سے ناواقف ہے جو طالبان قائم کرنا چاہتے ہیں۔ طالبان کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ ان کے ملک میں وہ نظام قائم ہو جو کائنات کے خالق نے انسانوں کے لئے بنایا ہے اور جو انسانی فطرت کے عین مطابق ہے۔ اس نظام سے ناواقف لوگ اسے ہدف تنقید بناتے ہیں جبکہ دوسری طرف اس نظام زندگی کے ازلی دشمن یعنی یہود اور ان کے حواری اپنے تکبر اور حسد کی بنا پر اسے مسترد کرتے ہیں۔ طالبان کے حوالے سے یہ نکتہ بھی اہمیت کا حامل ہے کہ وہ دنیا میں رائج جھوٹ اور منافقت پر مبنی سیاست کرنا نہیں چاہتے۔ وہ جو بھی کام کرتے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں' اس کا برملا اظہار کر دیتے ہیں۔ بت شکنی کا معاملہ ہو یا این جی اوز کے کارندوں پر پابندی' انہوں نے اپنے ہر اقدام کا واضح اعلان کیا ہے۔ انہوں نے کبھی منافقت کی اور نہ ہی خوشامد اور چاپلوسی کی راہ اپنائی۔ لیکن طالبان کی اس صداقت اور سچائی کو مغرب نے ایک اور رنگ میں پیش کیا اور کہا گیا کہ طالبان ہٹ دھرم' ضدی اور جاہل ہیں۔ بلکہ اس سے بڑھ کر ان کے لئے جنگلی اور وحشی تک کے الفاظ بھی استعمال کئے گئے۔ اب ہم ان اعتراضات کی طرف آتے ہیں جو طالبان کے مخالف ان پر اٹھاتے ہیں۔

طالبان پر لگائے جانے والے الزامات میں سب سے بڑا اور اہم الزام یہ ہے کہ انہوں نے عورتوں پر پابندیاں عائد کر کے ان کی آزادی چھین لی ہے۔ دراصل طالبان جس نظام زندگی کے داعی ہیں' اس میں عورتوں کے لئے سب سے پہلا حکم پردے کا ہے۔ اسلام کے معاشرتی نظام میں اسے بنیادی ستون کی حیثیت حاصل ہے۔ ایک مخلوط معاشرے میں سب سے زیادہ فساد برپا کرنے والا عنصر بے پردگی ہی ہوتا ہے۔ آج کے مغربی معاشرے میں عورت کا کوئی احترام نہیں ہے اور اس کی عفت و عصمت کے تحفظ کی کوئی ضمانت نہیں۔ طالبان ایک ایسا نظام زندگی برپا کرنے کے خواہاں ہیں جہاں عورت اپنے دائرہ کار میں رہ کر معاشرے میں اپنا تعمیری کردار ادا کر سکے۔ پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ تقریباً ۹۸ فیصد افغان خواتین اپنی روایات کے تحت از خود پردے کے نظام کو پسند کرتی ہیں۔ طالبان کے مخالف اگر ۹۸ فیصد خواتین کو نظر انداز کر کے دو فیصد خواتین کے خیر خواہ اور ہمدرد بن رہے ہیں تو یہ کوئی حقیقت پسندانہ طرز عمل نہیں ہے۔

طالبان پر دوسرا بڑا اعتراض یہ ہے کہ وہ بین الاقوامی سطح پر نوع انسانی کی خدمت لئے سرگرم عمل فلاحی اداروں کے بارے میں عدل و انصاف سے کام نہیں لے رہے۔ اس سلسلے میں طالبان کا موقف بہت واضح ہے۔ ان کے نزدیک اسلام کا راستہ معاشرے کو فلاح کی طرف لے جاتا ہے۔ چنانچہ پیغمبر اسلام ﷺ کی زندگی سے یہ نتیجہ اخذ کرنا چنداں مشکل نہیں کہ آپ انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے آئے تھے۔ ابتدا میں آپ نے انفرادی سطح پر انسانوں کی تکالیف اور ان کے دکھ درد کو دور کیا۔ پھر اجتماعی سطح پر لوگوں پر ظلم و ستم کے جو پہاڑ توڑے جا رہے تھے' ایک انقلابی جماعت کے ذریعے اس نظام کو ختم کر کے لوگوں کو آزادی دلائی۔ مزید یہ کہ اخروی زندگی میں ابدی آرام و راحت کے لئے وہ زریں اصول وضع کئے جن پر چل کر انسان پریشانیوں سے ہمیشہ کے لئے نجات پا سکتا ہے۔ دوسری طرف مغربی طاقتیں نام نہاد فلاحی اداروں کے ذریعے جبر و استبداد' آمریت اور استحصالیت کی بالادستی کے لئے راہ ہموار کر رہی ہیں۔ وہ لوگوں کی غربت اور مجبوری سے فائدہ اٹھا کر انہیں انسانیت اور دین و مذہب سے گمراہ کر رہی ہیں۔ طالبان نے ابتدا میں ان نام نہاد اداروں کو افغانستان میں کام کرنے کے مواقع فراہم کئے مگر جب ان اداروں کی اسلام دشمنی مبرہن ہو گئی تو ان سے مطالبہ کیا کہ اگر وہ افغانستان میں واقعتاً کچھ تعمیری کام کرنے کے خواہاں ہیں تو انہیں طالبان کی انتظامی مشینری کے تحت کام کرنا پڑے گا۔ جب این جی اوز نے ایسا کرنے سے انکار کیا تو طالبان نے بھی ان کے دفاتر بند کرنے اور انہیں ملک چھوڑنے کا حکم دے دیا۔

طالبان پر ایک اعتراض جو امریکی حملوں سے کئی سال پہلے سامنے آ چکا ہے' یہ ہے کہ طالبان کو ایک وسیع البنیاد حکومت تشکیل دینی چاہئے۔ یہ مطالبہ کرنے والوں کو سب سے پہلے اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھنا چاہئے۔ کیا پاکستان میں ایک وسیع البنیاد حکومت قائم ہے؟ پاکستان کے ۱۴ کروڑ عوام میں بمشکل ۵ یا ۶ فیصد لوگ موجودہ حکومت کے حامی ہوں گے جبکہ باقی پوری عوام پرویز مشرف کو غاصب خیال کرتی ہے۔ کیا سعودی عرب سمیت خلیج کے تمام ممالک میں وسیع البنیاد حکومتیں قائم ہیں؟ کیا خود یورپ اور امریکہ کے اندر وسیع البنیاد حکومتیں قائم ہیں؟ اگر عوام کی اکثریتی رائے کے بعد تشکیل پانے والی حکومت کو وسیع البنیاد کہتے ہیں تو یہ افغانستان میں بھی قائم ہے' اس لئے کہ طالبان افغانستان کے وسیع و عریض علاقوں کی نمائندگی کرنے والوں پر مشتمل ایک جماعت ہے۔

طالبان پر ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ وہ دورِ جدید کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ درحقیقت آج جس چیز کو دنیا ترقی کا نام دیتی ہے وہ اتنی بڑی انسانی گراوٹ ہے کہ جس نے بعض معاشروں کو انسانیت سے نکال کر حیوانیت کی طرف دھکیل دیا ہے۔ مثلاً ترقی کے نام پر عورت کو چادر اور چار دیواری سے نکال کر اسے شمع محفل بنا دیا گیا' ماڈل گرل اور ایئر ہوسٹس جیسے خوشنما نام دے کر اس کی حیاء کا جنازہ نکال دیا گیا' دفاتر میں استقبالیہ پر بٹھا کر ہر آنے والے کے سامنے اس کی عفت و عصمت کو رسوا کر دیا گیا۔ مغرب نے معاش میں سود کو داخل کر کے انسانوں کی خون پسینے کی کمائی چوسنے کو ترقی کا نام دیا' دفاعی ساز و سامان کی آڑ میں انسانوں کے قتل عام کا عظیم منصوبہ بنایا' میڈیا اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کو فروغ دے کر آنے والی نسلوں کو اباحیت' انارکی اور دھوکہ دہی کے وہ گر سکھائے گئے کہ آج پوری دنیا ان مظاہر کا عملی نقشہ بنی ہوئی ہے۔ طالبان کا موقف یہ ہے کہ ہم تعلیم نسواں' انفارمیشن ٹیکنالوجی' سائنسی ترقی' میڈیا کے ساز و سامان اور آلاتِ حرب کے مخالف نہیں بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ ان کو تخریب کے بجائے تعمیر کے لئے استعمال کیا جائے۔

طالبان پر ایک اہم اعتراض جو اس وقت افغانستان میں امریکی حملوں کی بظاہر وجہ بنا ہوا ہے' یہ ہے کہ طالبان دہشت گرد ہیں اور دہشت گردوں کی سرپرستی کر رہے ہیں۔

اس اعتراض کا جواب دینے سے پہلے یہ طے کرنا پڑے گا کہ دہشت گردی کس شے کا نام ہے! اور جب تک یہ عقدہ حل نہ ہو گا' لوگ اعتراضات کرتے رہیں گے کہ فلاں دہشت گرد ہے اور فلاں دہشت گردی کو فروغ دے رہا ہے۔ اگر آپ صرف امریکہ پر حملہ کو دہشت گردی قرار دیں گے تو جو کچھ عراق کے بے گناہ اور مظلوم عوام کے ساتھ ہو رہا ہے' کیا اسے دہشت گردی نہیں کہا جائے گا؟ اگر آپ افغانستان کے بے گناہ شہریوں کو اس بہانے سے اپنے ظلم و بربریت کا نشانہ بنا رہے ہیں کہ وہاں دہشت گرد چھپے

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

معذرۃً الی اللہ

لطف الرحمن خان

۱۱ ستمبر کے سانحہ کے متعلق مغربی اخبارات میں شائع ہونے والے تجزیوں سے کچھ چیزیں بالکل واضح ہو جاتی ہیں اور ذہن میں کوئی ابہام نہیں رہتا۔ جن مضامین سے درج ذیل نتائج اخذ کئے گئے ہیں‘ ان میں سے کسی کا مضمون نگار نہ تو مسلمان ہے اور نہ ہی کسی مشرقی ملک کا باشندہ۔

۱) یہ کام اُسامہ بن لادن یا ان کی تنظیم نے نہیں کیا ہے کیونکہ اس کے لئے جن وسائل‘ معلومات‘ تجربہ اور مہارت کی ضرورت تھی وہ ان کے پاس نہیں ہے۔

۲) اسامہ بن لادن کے خلاف پیش کیا جانے والا مواد ثبوت کے زمرے میں نہیں آتا بلکہ وہ مصنوعی شہادتیں (Planted evidences) ہیں۔

۳) مصنوعی شہادتوں کو بطور ثبوت پیش کرنے کا ایک ہی مطلب نکل سکتا ہے کہ امریکہ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر افغانستان میں طالبان کی حکومت کو ختم کر کے اپنی پسند کی حکومت قائم کرنا چاہتا ہے۔

۴) حادثے کی تحقیقات مکمل ہونے سے پہلے ہی نتائج اخذ کر کے فیصلہ کر لینے اور اس کا اعلان کر دینے سے امریکی اداروں کی ساکھ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ متعدد یورپی ممالک میں اس کے اثرات نمایاں طور پر محسوس کئے جا رہے ہیں۔

۵) امریکہ نے دہشت گردی کے خلاف جس لامتناہی جنگ کے آغاز کا اعلان کیا ہے اور جسے اس نے مقدس صلیبی جنگ (crusade) کا نام دیا ہے‘ اس میں اسے بہت سے ایسے ممالک کی حمایت حاصل نہیں ہو گی جو افغانستان کے خلاف اس کے ساتھ ہیں۔

اس پس منظر میں یہ بات قابل قبول نہیں ہے کہ افغانستان پر امریکہ کا حملہ اس کے خلاف جنگ نہیں ہے بلکہ دہشت گردی کے مخصوص ٹھکانوں کو نشانہ بنانے کی محدود کارروائی ہے جو بہت جلد ختم ہو جائے گی۔ صدر بش بار بار یہ اعلان کر رہے ہیں کہ افغانستان میں فتح حاصل ہونے کے بعد بھی یہ جنگ جاری رہے گی اور اس وقت تک جاری رہے گی جب تک پوری دنیا سے دہشت گردی کا خاتمہ نہیں ہو جاتا۔ دوسرے لفظوں میں یہ جنگ اس وقت تک جاری رہے گی جب تک ایسی تمام حکومتوں اور چھوٹے بڑے گروہوں کا خاتمہ نہیں ہو جاتا جو اسلامی اقدار کی بقا کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں اور جب تک پوری دنیا کے مسلمان اس کرۂ ارض پر امریکہ کے ذمی کی حیثیت سے زندگی بسر کرنے پر آمادہ نہیں ہو جاتے‘ اس نیو ورلڈ آرڈر کے تحت انہیں نماز‘ روزہ اور حج کی آزادی ہو گی‘ زکوٰۃ کا اسلامی استعمال منی لانڈرنگ قرار پائے گا اور ان کے لئے امریکی صدر کے منہ سے نکلا ہوا ہر لفظ قانون ہو گا۔ ان حالات میں ضروری ہے کہ ہم لوگ ایک لمبی مدت کی جنگ کے لئے خود کو تیار کریں۔

ان حالات میں ایک عام مسلمان دوسرے سے کہہ رہا ہے کہ ہم دُعا کے علاوہ کر بھی کیا سکتے ہیں۔ اس کے لہجے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہم لوگ دُعا کو ایک غیر مؤثر ہتھیار سمجھ رہے ہیں‘ جبکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب کبھی تمہارے مقابل کوئی جماعت آئے تو تم لوگ ثابت قدم رہو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو شاید کہ تم لوگ فلاح پاؤ“ (الانفال: ۴۵)۔ لیکن اب صرف مصلے پر بیٹھ کر دعا مانگنا کافی نہیں ہے‘ اس لئے اٹھتے بیٹھتے‘ چلتے پھرتے اور لیٹے ہوئے ہر حال میں دعا کرنی ہے۔ اس کے بعد غور کرنا ہے کہ ہم اور کیا کر سکتے ہیں۔ لیکن اس سے پہلے ایک اصولی بات سمجھ لیں۔

معرکہ (Battle) اور جنگ (War) میں فرق ہے۔ ہر جنگ متعدد معرکوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ کسی بھی جنگ میں ہر فریق کچھ معرکے جیتتا ہے اور کچھ معرکے ہارتا ہے۔ لیکن جنگ وہ ہارتا ہے جو ہمت ہار جائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ثابت قدم رہنے کا حکم دیا ہے۔ اس حقیقت کے پیش نظر ضرورت ہے کہ فوری اقدام کے ساتھ ہم لمبی مدت کی منصوبہ بندی بھی کریں۔ اس حوالہ سے کچھ ایسے اُمور کی نشان دہی کرنا چاہتا ہوں جو امت مسلمہ کا ہر فرد دعا کے ساتھ کر سکتا ہے۔ ایک مسلمان خواہ وہ دنیا کے کسی ملک میں رہتا ہو‘ اگر اس کے پاس ایک ڈالر یا کوئی دوسری فارن کرنسی ہے تو اسے چاہئے کہ وہ اسے اپنے ملک کی کرنسی میں تبدیل کر لے۔ اگر اس نے اپنے پیسے بیرون ملک رکھے ہیں تو وہ اسے اپنے ملک میں واپس لے آئے۔ اپنے پیسے سے اپنی جڑ نہ کھودے۔

دہشت گردوں کے بینک اکاؤنٹ اور اثاثوں کو ضبط کرنے کا حکم صادر کرتے ہوئے صدر بش نے کہا تھا کہ یہ دہشت گردوں کا لائف بلڈ ہے۔ دہشت گردوں کا تو نہیں‘ البتہ امریکہ کا لائف بلڈ یقیناً ڈالر ہی ہے۔ ٹریڈ سنٹر کے سانحہ کے فوراً بعد عالمی منڈی میں ڈالر کی قیمت کم ہو گئی تھی۔ اس وقت امریکہ نے یورپی بینک سے معاہدہ کیا کہ وہ ڈالر کی قیمت کم نہیں ہونے دے گا۔ یہ بات سمجھنے کے بعد قوم رسول ہاشمی کا کوئی فرد اگر ایک ڈالر بھی رکھتا ہے تو اسے احساس ہونا چاہئے کہ وہ اسلام کے کھلے دشمن کو لائف بلڈ سپلائی کر رہا ہے۔ یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ انتقال خون قطرہ قطرہ ہی ہوتا ہے۔

تقریباً ۳۰ سال قبل امریکہ کے ایک رسالے میں وہاں کی کسی میڈیکل ایسوسی ایشن کی ایک رپورٹ شائع ہوئی تھی جس میں ان بیماریوں کی فہرست تھی جو کولا مشروبات کے استعمال سے لاحق ہوتی ہیں۔ یہ ایک طویل فہرست تھی جس میں دانت سے لے کر معدہ اور خون تک کی متعدد بیماریاں شامل تھیں۔ ۱۹۹۰ء کی دہائی کے ابتدائی سالوں میں پاکستانی آئس کریم ۴۰‘۵۰ روپے فی لیٹر فروخت ہو رہی تھی۔ جب یہاں امریکن آئس کریم آئی تو اس کا دام ایک سو روپے تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اس میں دودھ اور کریم کے بجائے مصنوعی چیزیں استعمال ہوتی ہیں۔ اسی طرح یہاں امریکہ کا ایک مصنوعی دودھ بھی فروخت ہو رہا ہے۔ خود فروخت کرنے والے بھی اسے دودھ نہیں کہتے بلکہ whitener (سفید کرنے والا) کہتے ہیں۔ Pizza والوں کا حال بھی کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے۔ یہ لوگ وہ چیزیں بھی امپورٹ کرتے ہیں جو پاکستان میں دستیاب ہیں۔ ان کا ایک کمال یہ بھی ہے کہ انہوں نے امریکی مشروبات کو اپنے کھانے کا جزولاینفک بنایا ہوا ہے۔ سمگلنگ کے حوالے سے ہم لوگ حکومت کو برا بھلا کہتے ہیں لیکن زمینی حقیقت یہ ہے کہ سمگلنگ کے اصل مجرم وہ لوگ ہیں جو ایسی اشیاء کو استعمال کرتے ہیں۔

اب ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم لوگ خود اپنی اپنی عقل کا معائنہ کریں اور سوچیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ ملکی اشیاء کے بجائے غیر ملکی اشیاء استعمال کر کے ہم اپنے ملک کی معیشت کو کمزور کرتے ہیں‘ بیروزگاری میں اضافہ کرتے ہیں‘ اپنی صحت تباہ کرتے ہیں‘ اپنا پیسہ برباد کرتے ہیں اور اتنے سارے پاپڑ بیل کر اسلام کے کھلے دشمن کو لائف بلڈ سپلائی کرتے ہیں۔

اس حوالہ سے اب سمجھ لیں کہ دعا کے ساتھ ساتھ قوم رسول ہاشمی کا ہر فرد یہ کام کر سکتا ہے کہ وہ ایسی غیر ملکی اشیاء کا استعمال ترک کر دے جن کو ترک کرنا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

مجھے یقین ہے کہ اسلامی ممالک کی صرف دس فیصد دولت اگر امریکہ سے نکال لی جائے اور مسلم امت کے صرف ۲۰‘۲۵ فیصد افراد امریکہ کی غیر ضروری اشیاء کا استعمال ترک کر دیں تو خود امریکہ کے عوام اپنی حکومت کو مجبور کریں گے کہ وہ دادا گیری (high-handedness) کی پالیسی

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

امریکہ بہادر سے چند سوال؟

کے بی ملک، سرگودھا

۱۱ستمبر ۲۰۰۱ء کا پنٹا گون اور ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تباہی کا حادثہ عالم اسلام کے خلاف اعلان جنگ اور احیاء اسلام کی تحریکوں کا قاتل ثابت ہوا ہے۔ یہ دھماکہ ہوتے ہی صدر بش نے تیار شدہ بیان نشر کرنے میں ذرا بھی تاخیر مناسب نہیں سمجھی اور ذرائع ابلاغ نے اتنے اعتماد اور یقین کے ساتھ اپنی پہلے سے تیار شدہ قرار دادیں نشر کر دیں کہ یہ حادثہ نہیں جنگ ہے جسے اسامہ بن لادن اور طالبان نے امریکہ پر مسلط کیا ہے۔ یہاں تک کہ طالبان نے ایک مست ہاتھی کو چکارا ہے جو اپنے راستے کی ہر رکاوٹ کو روند کر رکھ دے گا۔

تمام اخلاقی اور قانونی ضابطوں کو پس پشت ڈالتے ہوئے اپنے شاہی فرمان جاری کرنے شروع کر دیئے جسے کوئی غیرت مند قوم برداشت نہیں کر سکتی۔ طالبان کی تمام تر صفائیاں اور دلیلیں مسترد کرتے ہوئے ملزم پر فرد جرم سے پہلے ہی سزا کا اعلان فرما کر دنیا کے تمام بزدلوں پر اپنا دبدبہ اور رعب طاری کر دیا۔

اس سے پہلے کہ کوئی باضابطہ تفتیش ہو۔ فرد جرم ہو صفائی کا موقع ملے مقدمہ چلے اسامہ بن لادن اور طالبان کے خلاف اعلان جنگ اور اپنے بحری اور فضائی لاؤ لشکر کے ساتھ دنیا کی طاقتور ترین قوم نے مادی طور پر کمزور ترین پر حملہ کر دیا اور قتل و غارت گری کی ایک بے مثال تاریخ بنانے کا آغاز کر دیا۔ اگرچہ امریکہ میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور پنٹا گون کی تباہی کو دو ماہ ہونے کو آ رہے ہیں لیکن چند سوال اب بھی حل طلب ہیں جو امریکہ بہادر کی بہادری کو چیلنج کرتے رہیں گے۔

یہ سوال اس وقت تک جواب طلب رہیں گے جب تک امریکہ یا اس کا کوئی کاسہ لیس دنیا کو مطمئن نہ کر سکے۔

(۱) کیا امریکہ میں کوئی فضائی ٹریفک (A.T.C) کا نظام ہے اگر ہے تو اس حادثے کے بارے میں ان کا موقف کیا ہے؟

(۲) اگر کوئی جہاز دوران سفر اپنا ٹریک بدل لے تو اس خلاف ورزی کا سدباب کیا ہے کیونکہ امریکی فضاء میں رات دن ہزاروں جہاز اڑتے ہیں اور امریکہ میں فضائی حادثات کی تعداد نہایت درجہ کم ہے۔ بہترین فلائٹ سیفٹی معیار تسلیم شدہ ہے۔ یہ حادثہ کیسے ہو گیا؟

(۳) کیا یہ ممکن ہے کہ بوسٹن سے چار عدد مسافر طیارے گھنٹوں فضاء میں گم رہیں اور بلا روک ٹوک اپنی مرضی سے اپنی منزل کا تعین کر لیں اور کسی کو خبر تک نہ ہو؟

(۴) کیا یہ ممکن ہے کہ امریکہ کی عظیم ترین بلڈنگ اور بین الاقوامی مالیاتی اداروں کا اہم ترین مرکز پر حملہ ہو اور اس کے علاوہ بلا روک ٹوک ایک دوسرا طیارہ بھی ۱۸ منٹ کے وقفہ کے بعد اسی ہدف پر حملہ آور ہو مگر امریکی سپر پاور کا ایئر ڈیفنس سسٹم کوئی ردعمل نہ کر سکے؟

(۵) کیا یہ ممکن ہے کہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر جہاں ۴۳۰۰۰ دفاتر ہوں قریب ۷۰۰۰۰ نفوس ہر وقت حاضر باش رہیں اور ۵۰۰۰۰ کی چالو ٹریفک ہر وقت آتی جاتی رہتی ہو مگر اس حادثے میں جہاں پوری بلڈنگ راکھ کا ڈھیر ہو گئی صرف ۵۰۰۰ نفوس ہلاک ہوں جن میں نہ کوئی یہودی ہوا اور نہ امریکن؟؟ کیوں؟

(۶) کیا یہ ممکن ہے کہ دنیا کی فن تعمیر اور انجینئرنگ کا عظیم شاہکار جس میں قریب ۲۰۰۰۰۰ ٹن سٹیل ۶۰۰۰۰۰ ٹن کنکریٹ اور لاکھوں ٹن دیگر دھاتیں اور معدنیاتی مادے اس کی مضبوطی کی ضمانت ہوں وہ ایک مسافر بردار طیارہ کی ٹکر سے اگر گر بھی جائے تو جل کر راکھ کا ڈھیر بن سکتی ہے؟

(۷) کیا دنیا کی حساس ترین دفاعی مرکز پنٹا گون کے ایلکو میکینیک فیلڈ کو کسی مسافر بردار طیارے کے لئے بلاک روک ٹوک کراس کر کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ آور ہونا ممکن ہے؟

(۸) کیا یہ ممکن ہے کہ تاریخ کا بھیانک ترین فضائی قزاقی اور وہ بھی اتنے اہم ترین مرکز جہاں دنیا کی تباہی یا بقاء کے فیصلے ہوتے ہیں جہاں ان ایجنسیوں کے مرکزی دفاتر ہوں جن کے نام دنیا کے مادہ پرست حکمرانوں کے لئے زندگی اور موت کے فیصلے کرتے ہیں اس نروسنٹر پر حملہ ہو جب کہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر اس سے آدھ گھنٹہ پیشتر اپنی تباہی کا طبل بجا چکا ہو مگر پنٹا گون کی سکیورٹی کا خود کار نظام اور اس کے کارندے بے خبر ہوں؟

(۹) وہ کیا مصلحت ہے کہ دنیا بھر کی خبر رکھنے والے خفیہ ادارے بالکل بے بس تماشائی بن گئے اور پھر بھی معصوم ہیں؟

(۱۰) کیا امریکی ملٹری انٹیلی جنس اور دیگر خفیہ ایجنسیوں نے مساد (اسرائیلی ادارہ) کی زیر ہدایت اور رہنمائی امریکہ کی سرزمین پر کسی بہت بڑے حادثہ اور تباہی کی اطلاع کے طور پر کوئی رپورٹ وائٹ ہاؤس ۴/۳ ہفتہ قبل بھیجی تھی؟

یہ حادثہ امر واقعہ میں ہوا ہے دنیا نے بچشم سر دیکھا ہے مگر دل و دماغ سوچنے پر مجبور کرتے ہیں کہ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔ کون نہیں جانتا کہ پچھلے دس سالوں میں ٹیکنالوجی کی ہوش ربا ترقی ہوئی اور وہ سو فیصد امریکی کنٹرول میں رہی۔ دس

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

کابل فتح کرنے کا جنون

(ملا عمر اور اُسامہ کے نقطۂ نظر سے)

فتح کرنا کابل کا آسان ہو گا؟ — فرنگی کا پورا نہ ارمان ہو گا
لہو جب بھی معصوم کا یاں بہے گا — فقط اس پہ مسرور شیطان ہو گا
میرے قتل سے قوم پھر جاگ اٹھے گی — قیامت کا کابل میں طوفان ہو گا
بموں کی مسلسل جو برسات ہو گی — یہ جنت میں جانے کا سامان ہو گا
جو بکھریں گے بارود سے تن کے ٹکڑے — نیا ان سے پیدا گلستان ہو گا
مقابل جو ٹینکوں کے ہم آ جمیں گے — تو ثابت مسلماں کا ایمان ہو گا
پئیں گے جواں جبکہ جامِ شہادت — خدا خود ہی ان پر مہربان ہو گا
جیئے گا جو ہم سے وہ حق پر جیئے گا — مرے گا تو حق پہ ہی قربان ہو گا
فقط میرے بندے ہی معتوب کیوں تھے؟ — قیامت کو ناطق یہ قرآن ہو گا
یہود و نصاریٰ سے جو جا ملے گا — وہ بیٹا نہ ماں کا مسلمان ہو گا
لہو جو شہیدوں کا ارزاں کرے گا — چمن اس کا اپنا ہی ویران ہو گا
نچھاور کرے جان اور سلطنت بھی — کوئی ٹیپو ایسا بھی سلطان ہو گا
یہ سچ ہے فرنگی کی اک چیخ سن کر — بچاری ڈالر پشیمان ہو گا
حمیت کے دن گر جیئے صد برس بھی — تو راضی نہ ہم سے وہ رحمٰن ہو گا

(محمد سعید عارف صدیقی' لاہور)

قارئین ندائے خلافت کی مختصر تحریروں پر مبنی نیا سلسلہ

من یتوکل علی اللہ فھو حسبہ

—— تحریر: محمد سمیع' کراچی ——

۶۵ء کی جنگ کے موقع پر ساحر لدھیانوی نے کہا تھا:

جنگ تو خود ایک مسئلہ ہے
جنگ کیا مسئلوں کا حل دے گی
آگ اور خون آج بخشے گی
بھوک اور احتیاج کل دے گی
اس لئے اے شریف انسانو!
جنگ ٹلتی رہے تو بہتر ہے
آپ اور ہم سبھی کے آنگن میں
شمع جلتی رہے تو بہتر ہے

مصیبت کے مارے افغانوں کا مسئلہ دنیا کی قادر مطلق ہستی نے طالبان کے ذریعہ تقریباً کلی طور پر حل کر دیا تھا۔ لیکن آپ جانیں خود اس قادر مطلق ہستی کی اپنی مخلوق میں ہر دور میں ایسے سرپھرے رہے ہیں جنہوں نے خود اپنے خالق کی ہمسری کا دعویٰ کیا اور اس کے فیصلوں کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ دنیا انہیں فرعون' نمرود اور نہ جانے کن کن ناموں سے جانتی ہے۔ یہ کیسے ممکن تھا کہ آج کا دور کسی فرعون یا نمرود سے خالی ہوتا لہٰذا بش' بلیئر' پوٹن کی تثلیث نے ان کرداروں کی جگہ لے لی ہے۔ انہوں نے بھی اللہ کے مذکورہ بالا فیصلہ کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔ انہیں یہ زعم تھا کہ اپنے جدید ترین اسلحوں کے بل بوتے پر طالبان حکومت کو دنوں میں ختم کر دیں گے۔ لیکن جس کی پشت پناہی اللہ تعالیٰ خود کرنے پر آمادہ ہو جائے اسے دنیا کی کوئی قوت شکست سے ہمکنار نہیں کر سکتی۔ حالات بتا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس جنگ میں طالبان کی پشت پناہی کر کے اپنا وہ وعدہ پورا فرما رہا ہے کہ "اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں استقامت عطا فرمائے گا۔" اللہ کے دین کی سربلندی کے قیام اور شریعت کے نفاذ کا معاملہ ہو' دنیا بھر کے اتحادی قوتوں کی طرف سے کارپٹ بمباری کے ذریعہ آتش و آہن کی بارش کا معاملہ ہو' ڈالروں کی بارش کے وعدہ کی لالچ دیئے جانے کی بات ہو یا ان کو اندرونی انتشار میں مبتلا کئے جانے کی سازشیں ہوں' ہر مرحلہ پر طالبان کی استقامت نے ساری دنیا کو ششدر کر کے رکھ دیا ہے لیکن دنیا نے ایک انوکھی بات کا بھی مشاہدہ کیا ہے' آج تک ایسا نہیں ہوا کہ حملہ آور خود خوف میں مبتلا ہوں لیکن آج یہ حملہ آور دہشت گردی اور انتھراکس کے خوف کا شکار ہیں۔ دوسری طرف جن پر حملہ کیا گیا ہے ان کا معاملہ بھی عجیب ہے' وہ اس طرح جی رہے ہیں گویا یہ جو کچھ ہو رہا ہے گویا کہ ان کے روزانہ کے معمول میں شامل ہے۔ یہ سب کچھ تو مذکورہ بالا پہلے دو اشعار کے حوالے سے گفتگو ہو رہی تھی۔ بعد کے دو اشعار کے بارے میں یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو رہا ہے کہ اسے جنرل پرویز مشرف کے دل کی پکار قرار دیا جائے جنہوں نے کہا تھا کہ میں پاکستان کی فوج کا سپہ سالار ہوں' طالبان کی فوج کا نہیں یا اسے اسلامی تنظیم کانفرنس OIC کے کرتا دھرتاؤں کے دلوں کی آواز جنہوں نے امریکہ سے گزارش کی تھی کہ ان کا آئندہ حملہ کسی عرب ملک پر نہ ہو۔ جنگ کے نتائج تو وہی نکلیں گے جو اللہ نے طے کر رکھا ہے البتہ اس جنگ میں سرخرو کون ہو گا اور کن کن کا منہ کالا ہو گا اس کا فیصلہ آنے والا مورخ کرے گا۔ البتہ یہ تو طے ہے کہ "کہ جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے تو وہ اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔"

دینی جماعتوں کے اکابرین کے نام کھلا خط

—— تحریر: شہزاد چوہدری' لاہور ——

ہر سچا مسلمان اس حقیقت سے واقف ہے کہ یہ وقت تاریخ اسلام کا نازک ترین وقت ہے۔ صدیوں کے بعد روئے زمین پر وجود میں آنے والی ایک حقیقی اسلامی مملکت کے خلاف تمام کفریہ اور طاغوتی طاقتیں متحد ہو چکی ہیں۔ کفار و ہنود و یہود و نصاریٰ کے اس گٹھ جوڑ میں منافقین اسلام بھی کمربستہ ہو گئے ہیں۔ سب کا ایک ہی مقصد ہے کہ کسی طرح قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی یاد تازہ کرنے والے افغان مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے۔ دنیا کی واحد اسلامی ایٹمی طاقت کی ایٹمی تنصیبات کو تباہ کر دیا جائے اور اسلام کے اس قلعے کی فصیلوں میں دراڑیں ڈال کر اسے منافقین کی آماجگاہ بنا دیا جائے۔

تاریخ کے اس انتہائی اہم موڑ پر دینی جماعتوں کی ذمہ داریاں بھی انتہائی غیر معمولی اہمیت اختیار کر چکی ہیں۔ اس موقع پر دینی جماعتوں کی طرف سے ذرا سی بھی لغزش اور بے احتیاطی اسلام اور مسلمانوں کے لئے ناقابل تصور اور ناقابل تلافی نقصان کا باعث بن سکتی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ دینی جماعتوں کے اکابرین سر جوڑ کر بیٹھ جائیں۔ ایک لمحہ بھی ضائع نہ ہونے دیں۔ کوئی بھی فیصلہ کرنے سے پہلے انتہائی غور و فکر کریں اور ایک مستقل لائحہ عمل طے کریں۔

یہود و نصاریٰ کے ایجنڈے پر کام کرنے والے حکمران تو اس کوشش میں ہیں کہ دینی اور جہادی جماعتوں کو مشتعل کر کے انہیں غلط اقدامات اٹھانے پر مجبور کر دیں۔ اور پھر ان اقدامات کو بنیاد بنا کر دینی اور جہادی جماعتوں کا قلع قمع کر دیا جائے۔ اس ضمن میں اتاترک کو آئیڈیل قرار دے کر یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ اسلام پسندوں کی احتجاجی تحریک تشدد کا راستہ اختیار کرے اور اس بنیاد پر انہیں جیلوں میں ٹھونس کر ان کے خلاف بغاوت کے مقدمے قائم کر کے انہیں پھانسی پر لٹکا یا جائے۔

ان حالات میں قابل غور بات یہ ہے کہ کیا اسلام پسند رہنما اس جال میں پھنسنا چاہتے ہیں تاکہ ترکی کی طرح اسلام کو اس ملک سے بھی ختم کر دیا جائے۔ یقیناً وہ ایسا نہیں چاہتے۔ تو پھر انہیں اپنی احتجاجی تحریک کے معاملے میں مندرجہ ذیل امور کو مدنظر رکھنا ہو گا:

۱) احتجاجی تحریک کو کسی بھی صورت تشدد کا رخ اختیار کرنے کا موقع نہ دیا جائے کیونکہ چاہے جتنا بھی نقصان ہو جائے اور جتنی بھی جانیں ضائع ہو جائیں' حکومت پر اس کا کوئی اثر نہ ہو گا۔

۲) ایک تھنک ٹینک تشکیل دیا جائے جو مسلسل غور و فکر کرے اور پھر لائحہ عمل تجویز کرے۔

۳) ملکی جرائد کے مدیران اور ذمہ داران سے فرداً فرداً ملاقاتیں کر کے انہیں اسلامی اور ملکی تاریخ کے اس دور کی نزاکت اور حکمرانوں کی خباثت سے آگاہ کریں۔

۴) آئمہ کرام کو ہدایت کی جائے کہ وہ اپنے خطبوں میں صرف اور صرف موجودہ کٹھن وقت کی نزاکت کا ذکر کریں اور عام مسلمانوں کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کریں۔

۵) مصلحت کوش اور مادہ پرست حکمران طبقے نے جہاں خارجی سطح پر امریکہ کا دامن تھام لیا ہے وہیں اندرونی سطح پر سہارے کی تلاش میں اس نے چور اور اسلام دشمن سابقہ حکمرانوں سے مدد طلب کر لی ہے۔ چنانچہ احتساب کی باتیں اب ختم ہو گئی ہیں۔ لٹیرے زرداریوں کے لئے جیل کے دروازے کھلنے والے ہیں اور خودساختہ جلاوطنی اختیار کرنے والی سزایافتہ مجرم خاتون واپسی کے لئے پر تول رہی ہے۔ ایسے میں ضرورت ہے کہ دینی جماعتیں عوام کو اس اندرونی سازش اور گٹھ جوڑ سے بھی آگاہ کریں۔

امید ہے کہ راہنمائے کرام ان گزارشات پر صدق دل سے غور کریں گے۔

اعتدال کا راستہ

—— تحریر: ڈاکٹر علی خان لغاری ——

آج دنیا میں انسان اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کر کے ایک حیوان کی مانند زندگی گزار رہا ہے۔ یہ زندگی بظاہر تو بڑی رنگین نظر آتی ہے لیکن حقیقت میں تاریک ہے جس نے انسان کے سکون کو ختم کر کے رکھ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمین کے وسائل کو پوری انسانیت کی اجتماعی بھلائی کے لئے پیدا فرمایا ہے لیکن آج دنیا کی دس فی صد آبادی اس کے نوے فیصد وسائل پر

قابض ہے۔ اس عدم توازن کے باعث انسان اللہ تعالیٰ سے بہت دور ہو گیا ہے۔ لوگوں کی عظیم اکثریت اس دنیا ہی کو سب کچھ سمجھتی ہے۔ بدحالی کے سمندر میں خوشحالی کے چند چھوٹے چھوٹے جزیرے نظر آتے ہیں۔ اس صورت حال میں انسان کو دوطرف سے کشمکش کا سامنا ہے: ایک عالم اصغر اور دوسرے عالم اکبر۔ عالم اصغر انسان کا اپنا جسم ہے جبکہ عالم اکبر پوری کائنات ہے۔ یہ دونوں عالم اعتدال کے متقاضی ہیں۔ اگر عالم اصغر میں اعتدال ختم ہو جائے تو جسم بیمار پڑ جاتا ہے۔ انسانی جسم کے لئے مادی اشیاء کی فراوانی نفسیاتی امراض کو جنم دیتی ہے۔ سورۃ التکاثر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "تم لوگوں کو زیادہ سے زیادہ اور ایک دوسرے سے بڑھ کر دنیا حاصل کرنے کی دھن نے غفلت میں ڈال رکھا ہے کہ یہاں تک کہ (اسی فکر میں) تم لب گور تک پہنچ جاتے ہو۔" (آیات:۱'۲)

عالم اکبر کے ضمن میں زمین پر عدم اعتدال نے دنیا کو مترفین اور محرومین میں تقسیم کر دیا ہے۔ یہ دونوں گروہ ہر وقت ایک دوسرے کے خلاف حالت جنگ میں رہتے ہیں۔ اس سے دنیا میں ایک بڑے فساد کی سی کیفیت ہے۔ "خشکی اور تری میں فساد برپا ہو گیا ہے لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے تاکہ مزا چکھائے انہیں ان کے بعض اعمال کا' شاید کہ وہ باز آئیں۔" (الروم:۴۱)

ان حالات میں انسان کے لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سر جھکائے اور پوری دیانتداری کے ساتھ اس کے دیئے ہوئے عظیم قانون کی پیروی کرے۔ یہ وہ قانون ہے جو درس دیتا ہے کہ پہلے دوسروں کو کھلاؤ' پھر خود کھاؤ۔ یہ وہ قانون ہے جو کہتا ہے جس کا ہمسایہ بھوکا ہے اس کی عبادت قبول نہیں۔ یہ وہ قانون ہے جو کہتا ہے کہ قوم کا سردار' قوم کا خادم ہوتا ہے۔ یہ قانون انسان پر ایسے پہرے بٹھاتا ہے کہ وہ تنہائی میں بھی گناہ نہیں کرسکتا۔

جو شخص بھی اعتدال کی راہ پر چلنا چاہتا ہے' اسے چاہئے کہ وہ قرآن مجید اور حضور اکرم حضرت محمد ﷺ کی سیرت مطہرہ کا مطالعہ کرے۔ اسی راہ کے حصول کے لئے "تنظیم اسلامی" کو قائم کیا گیا۔ جو بھی اس جماعت میں شامل ہوگا' ان شاء اللہ اعتدال کا راستہ اختیار کرے گا۔

تنظیم اسلامی ایک ایسی اصولی اسلامی انقلابی جماعت ہے جو اپنے رفقاء کی تربیت اعلیٰ خطوط پر کرتی ہے۔ انہیں سنت رسولؐ کے مطابق ایک پاکیزہ زندگی گزارنے کی مشق کراتی ہے۔ یہ جماعت عالمی نظام خلافت قائم کرنا چاہتی ہے جس کی شروعات ان شاء اللہ پاکستان سے ہوگی۔ اس نظام سے ایک انسان دوسرے انسان کی غلامی سے آزاد ہو جائے گا اور فقط اپنے مالک وخالق کا بندہ بن کر زندگی گزارے گا۔ اس عظیم جدوجہد کا طریقہ کار تنظیم کے لٹریچر اور اس کے امیر جناب ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کے خطابات میں موجود ہے جو آڈیو' ویڈیو کیسٹس اور سی ڈیز کی صورت میں پاکستان کے ہر بڑے شہر میں تنظیم اسلامی کے مراکز پر دستیاب ہیں۔ یہ پروگرام تنظیم کی ویب سائٹ پر بھی موجود

پاکستانی قوم کی اصل پہچان

تحریر: محمد زبیر خان

کسی بھی قوم کی اصل پہچان وہ نظریہ ہوتا ہے جو وہ قوم اس کائنات اور اس پر بسنے والے انسانوں کے متعلق رکھتی ہے۔ جو ممالک اپنی ترجیحات کا تعین کرتے وقت اپنے مخصوص نظریاتی تشخص کو نظر انداز کر دیتے ہیں وہ گویا اپنے زوال کا سامان خود اپنے ہی ہاتھوں مہیا کر دیتے ہیں۔ جب کسی بھی ملک کے نظریاتی تشخص کو نظر انداز کر دیا جائے تو اُس ملک کے جغرافیے کی بھی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی۔ پاکستان وہ مملکت ہے جس کے قیام کے پیچھے ایک مضبوط اور طاقتور "نظریہ" کارفرما تھا اور صرف وہی "نظریہ" اس ملک کی بقاء واستحکام کا باعث بن سکتا ہے۔

آج ہمارے حکمران یہ کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے دہشت گردی کے مسئلے پر امریکہ اور اس کے اتحادیوں سے تعاون کا فیصلہ ملک وقوم کے بہترین مفاد میں کیا ہے اور ایسا کرنا ملکی بقاوسلامتی کے لئے ناگزیر تھا۔ بھلا محض ٹیلی فون کی ایک دھمکی پر اس ملک کی نظریاتی سرحدوں کو اونے پونے داموں فروخت کر دینے والی حکومت ملکی سلامتی و استحکام کی دعوے دار کیسے ہو سکتی ہے! آج پوری قوم اپنے موجودہ حکمرانوں سے یہ پوچھ رہی ہے کہ ان کے نزدیک قومی سلامتی واستحکام کی تعریف کیا ہے! ملک کی "نظریاتی اساس" کو دفن کرنے کے بعد کون سی ایسی "اساس" رہ گئی ہے جو ہماری قومی سلامتی کے تحفظ کی ضمانت فراہم کر سکے؟

آج ہمارے ملک میں جہاں ایک طرف افغانستان کے بے گناہ عوام پر امریکہ کی وحشیانہ بمباری کے خلاف غم وغصہ میں اضافہ ہو رہا ہے وہاں دوسری جانب حکومت کی امریکہ نواز پالیسیوں کے خلاف احتجاج بھی بڑھ رہا ہے۔ اب پوری قوم کو اس حقیقت کا ادراک ہو چکا ہے کہ نظریۂ پاکستان سے بے وفائی ہی ہمارے تمام مسائل کی اصل جڑ ہے۔ چنانچہ بالآخر ہمیں اُس عہد کو پورا کرنا ہی پڑے گا جو ہم نے پاکستان کے قیام کے وقت اللہ تعالیٰ سے کیا تھا۔ آج ہمارے حکمران عوام کی حمایت حاصل کرنے کی غرض سے "سب سے پہلے پاکستان" کا نعرہ تو لگا رہے ہیں لیکن وہ یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ جب پاکستان اس دنیا کے نقشے پر موجود نہیں تھا اور برصغیر کے مسلمان اپنے لئے ایک علیحدہ مملکت کے قیام کی جدوجہد میں مصروف عمل تھے تو اس وقت سب سے پہلے اسلام تھا یا پاکستان! وہ کون سا نعرہ تھا جو پاکستان کے قیام کا باعث بنا؟ کیا اس نعرے کی عملی تعبیر کے بغیر پاکستان مستحکم ہو سکتا ہے؟ اس قوم نے اپنی ۵۴ سالہ تاریخ میں بہت سارے تجربات کر لئے ہیں۔ یہ قوم گزشتہ نصف صدی کے دوران بہت سے تماشے دیکھ چکی ہے۔ یہ قوم اس حقیقت کا ادراک بھی پوری طرح کر چکی ہے کہ امریکہ نے اسے ہمیشہ دوستی کی آڑ میں دھوکہ دیا ہے اور پاکستان کو محض ایک مہرے کے طور پر استعمال کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت پاکستان سمیت پوری مسلم دنیا کی ایک عظیم اکثریت امریکہ اور اُس کے اتحادی ممالک کو دغا باز' مفاد پرست اور ناقابل اعتبار سمجھتی ہے۔

آخر صدر مملکت کے نزدیک عوامی احساسات و جذبات کی بھی کوئی حیثیت ہے یا نہیں؟ جنرل صاحب کو یہ حقیقت ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ عوامی جذبات و احساسات کی پرواہ کئے بغیر جو اقدامات کئے جاتے ہیں' وہ ملکی وقومی سلامتی کے لئے زہر قاتل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ایسی صورت میں نوبت بعض اوقات خانہ جنگی تک بھی پہنچ جاتی ہے۔

بہرحال اب بھی وقت ہے کہ جنرل پرویز مشرف قومی آراء سے متصادم اپنی امریکہ نواز پالیسیوں سے دستبرداری کا اعلان کریں اور امریکہ کے وفادار بننے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے وفادار رہیں۔ یقیناً یہ جنرل پرویز مشرف اور اُن کی حکومت کے لئے کڑی آزمائش کا وقت ہے اور اس سلسلے میں اب ان کے پاس صرف دو ہی راستے بچ گئے ہیں: اللہ کی غلامی یا امریکہ کی غلامی! آج حالات کی سنگینی اس بات کا تقاضا کر رہی ہے کہ پاکستانی حکمران' سیاستدان اور عوام اپنے اندر ایمانی جرأت پیدا کریں اور نظریۂ پاکستان سے مکمل وابستگی کا ثبوت دیں۔ اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت ہمیشہ سے ہماری منتظر رہی ہے۔ اللہ کا تو وعدہ ہے کہ:

"تم میں سے جو شخص میری طرف چل کر آتا ہے میں
اُس کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں"۔

اس حقیقت کی طرف رجوع کرنے کے نتیجے میں ہی ہم اپنے وطن عزیز کی سلامتی و استحکام کا تحفظ کر سکتے ہیں اور امریکہ و دیگر اسلام دشمن طاقتوں کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا سکتے ہیں۔

ضرورت رشتہ

دینی مزاج کے حامل گریڈ ۱۹ کے گورنمنٹ آفیسر کو اپنی چوبیس سالہ ایم اے انگلش (گولڈ میڈلسٹ) وزٹنگ پروفیسر ذاتی پوسٹ گریجوایٹ کوچنگ سنٹر کی مالک' صوم وصلوٰۃ اور پردہ کی پابند بیٹی کے لئے ہم پلہ رشتہ درکار ہے۔

رابطہ فون: 0438-521665

راجپوت' عمر ۲۹ سال' امریکہ میں اعلیٰ ملازمت پر فائز کمپیوٹر انجینئر کے لئے تعلیم یافتہ مذہبی فیملی سے ۲۲ سالہ شرعی پردہ دار لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

رابطہ: ڈاکٹر غلام رسول لاہور فون: 6827575

قرآن آڈیٹوریم لاہور میں منعقدہ

تنظیم اسلامی حلقۂ خواتین لاہور کے سالانہ اجتماع

کے بارے میں ایک رفیقۂ تنظیم کے تاثرات

(تحریر : مسز ثمینہ سہیل)

گزشتہ دنوں تنظیم اسلامی حلقۂ خواتین کے سالانہ اجتماع کی باوقار تقریب منعقد ہوئی۔ خواتین کی بہت بڑی تعداد نے شرکت کی۔ استقبالِ رمضان مبارک کی اس پُروقار تقریب میں نہایت سبق آموز مضامین خواتین کے گوش گزار کیے گئے۔ جن سے استفادہ کر کے ہم سب اُخروی زندگی میں سُرخرو ہو سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ رفیقات تنظیم سے امیر تنظیم محترم ڈاکٹر اسرار احمد نے بصیرت افروز خطاب کیا۔ یقیناً ہم تمام خواتین تنظیم اسلامی کے پلیٹ فارم سے امیر محترم کی تائید کرتی ہیں اور نہتے افغان مسلمان بھائیوں پر امریکہ کی وحشیانہ جنگ کی پُرزور مذمت کرتی ہیں۔

سالانہ اجتماع میں اقبال اور مسلمان عورت کے موضوع پر تقریر سنی۔ میں کوئی بڑی لکھاری نہیں لیکن اس تقریر نے ہی مجھے آج قلم اٹھانے پر مجبور کیا کہ اقبالؒ کے نام کے ساتھ ہم رحمت اللہ علیہ کا لفظ بھی استعمال کرتے

> **مشرق و مغرب کے فلسفوں کو کھنگالنے والے شخص نے اپنی بیٹی کی تعلیم کے لئے گھر میں علی گڑھ کی معلمہ کا انتخاب کیا**

ہیں۔ اُن کو شاعرِ مشرق اور حکیم الامت کہتے ہیں۔ ان کی شاعری نے خوابِ غفلت میں سوئے ہوئے مسلمانوں کو اُن کی عظمتِ رفتہ کے روح پرور مناظر دکھائے ہیں۔ جس نے مشرق و مغرب کے فلسفہ کو کھنگال ڈالا ہے اُس شخص نے بھی احکاماتِ شریعت کے مطابق اپنی بیٹی کی تعلیم کے لئے علی گڑھ یونیورسٹی کی ایک استانی کا گھر میں بندوبست کیا۔ کیوں؟

شریعت کے احکام ستر و حجاب کی تکریم کے لئے۔ لیکن ہم خواتین پر نہ آیات و احادیث اثر کرتی ہیں اور نہ ہی کسی نیک بندے کی مثال۔

اس تقریر کے علاوہ مومنہ خان کے مضمون عورت اور پردہ میں باقاعدہ آیاتِ قرآنی اور احادیث کے حوالے سے یہ ثابت کیا گیا کہ عورت پر چہرے کا پردہ فرض ہے۔ آیاتِ قرآنی سننے کے بعد تو کوئی حجت باقی نہیں رہتی کہ پردہ کے معاملے میں کوئی مزید تذبذب یا سوال و جواب کیے جائیں۔ کیونکہ جہاں اللہ تعالیٰ کے احکام آئیں وہاں ایک مسلمان کو بلاچوں و چراں اپنی گردن بلکہ اپنے نفس کی گردن جھکا لینی چاہئے۔ مزید یہ کہ احادیث کی روشنی میں بھی امہات المومنین کی ستر و حجاب سے متعلق ہدایات ثابت ہیں۔ ایک حدیث ملاحظہ ہو جو کہ جنگ بنی مصطلق سے واپسی پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قافلے سے بچھڑ جانے اور پیچھے رہ جانے سے متعلق ہے:

''اسی اثناء میں مَیں اپنی جگہ پر بیٹھی ہوئی تھی کہ میری آنکھیں بوجھل ہو گئیں اور میں سو گئی اور صفوان سلمی لشکر کے پیچھے تھے میری نشست کے پاس آئے تو ایک سوئے ہوئے انسان کو دیکھا تو انہوں نے مجھے پہچان لیا جب انہوں نے مجھے دیکھا کیونکہ پردہ کے حکم سے پہلے وہ مجھے دیکھ چکے تھے۔ ان کے اناللہ پڑھنے سے میں جاگ اٹھی اور اپنی چادر سے چہرہ ڈھانپ لیا''۔

یہاں چہرے کے پردے سے متعلق اسوۂ امہات المومنین ثابت ہے۔

ایک دوسری حدیث میں حجۃ الوداع کے سفر سے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''قافلے ہمارے پاس سے گزرتے تھے اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام باندھے ہوتی تھیں۔ جب قافلے ہمارے سامنے آتے تو ہم بڑی چادر سر کی طرف سے چہرے پر لٹکا لیتیں اور جب وہ گزر جاتے تو ہم اس کو اٹھا دیتیں''۔

(رواہ داؤد)

اس حدیث میں حجۃ الوداع کا وقت نبی اکرم ﷺ رحمت دو جہان کی معیت اور حرم شریف کے طواف کا بیان ہے۔ اور امہات المومنین کی سیرتِ طیبہ کی مثال ہے کہ احرام باندھے ہوئے بھی انہوں نے چہرے کے پردے کا اہتمام کیا۔

اب میں ان خواتین سے سوال کرتی ہوں کیا اس حدیث کو پڑھ لینے کے بعد بھی یہ اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ ''ہمیں حج کے دوران چہرے کے پردے سے چھوٹ دی گئی ہے''۔ تنظیم اسلامی کے پلیٹ فارم سے ہم کو وہی کچھ بتایا جاتا ہے جو زیادہ مستند اور معتبر ہے اور موجودہ حالات میں جن کی پریکٹس ضروری ہے موجودہ دور میں میڈیا نے فحاشی پھیلا رکھی ہے۔ عورت کے پردے کی دھجیاں اڑا کر رکھ دی ہیں۔ ہر عریاں عورت کو سپر سٹار بنا کر دکھا دیا ہے۔ ہماری نوجوان نسل کو اخلاقی پستی میں دھکیل دیا ہے۔

> **پردہ سے متعلق آیاتِ قرآنی اور احادیث نبویؐ جاننے کے بعد اس معاملے میں کوئی تذبذب نہیں رہنا چاہئے**

اخباروں کی خبریں ہر روز نوجوان نسل کی اخلاقی پامالی کی کہانیاں سنا رہی ہیں۔ یہ ہمارے ملک پاکستان کے اخباروں کا حال ہے۔ یہ ایک ایسا ملک ہے جو کہ اسلام کے نام پر بنایا گیا۔ حج کے دوران تمام دنیا سے لوگ آتے ہیں کیا وہاں موجودہ حالات میں چہرے کے پردے کی پریکٹس کم اہمیت رکھتی ہے؟ نبی ﷺ کا ارشاد ہے تمہارے سینے میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے اس سے پوچھ لیا کرو۔ کیا ہم خواتین کے ضمیر اس کا کچھ جواب دیتے ہیں؟ ہاں ہمیں چہرے کا پردہ کرنا چاہئے۔ تمام حالات میں ہر جگہ لیکن اگر ضمیر کہتا ہے کہ نہیں تو یقیناً یہ دلوں کی کجی ہے۔ لہٰذا اپنے دلوں کی اس کجی کو دور کر لیں۔ اور احکام شریعہ کو اپنی زندگیوں میں اخروی کامیابی کے لئے اختیار کر لیں۔

ضرورت اردو کمپوزر

انجمن خدام القرآن سندھ کراچی کو ایک دینی مزاج کے باشرع نوجوان کی ضرورت ہے جو Inpage پر composing کی صلاحیت رکھتا ہو۔

رابطہ: قرآن اکیڈمی خیابانِ راحت درخشاں ڈیفنس فیز 6 کراچی

فون 5354036-5355219 فیکس: 5840009

e-mial: quran@fascom.com

عالم ہے فقط مؤمنِ جانباز کی میراث
مؤمن نہیں جو صاحبِ لولاک نہیں ہے!

ہم وہی کاٹیں گے جو بوئیں گے

امریکہ سے بذریعہ ای میل موصول ہونے والی ایک فکر انگیز تحریر جس سے نہ صرف امریکی عوام کے ایک طبقے کے طرزِ عمل کی عکاسی ہوتی ہے بلکہ جو اس بات کی بھی مظہر ہے کہ مغربی میڈیا میں بھی کچھ لوگ سچ لکھنا جانتے ہیں۔

مرسلہ: فرخ صدیقی

تلخیص و ترجمہ: محمد یونس جنجوعہ

بلی گراہم کی بیٹی کا انٹرویو کیا گیا اور جین کلے سن نے اس سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ اس قسم کے واقعات کیوں ہونے دیتا ہے۔ این گراہم نے اس سوال کا بہت صحیح اور فکر انگیز جواب دیا جس کا موزوں عنوان ہے۔ ''ہم وہی کاٹتے ہیں جو بوتے ہیں۔''

اس نے کہا مجھے یقین ہے کہ ایسے واقعات سے خدا بھی ضرور افسردہ ہوا ہوگا جس طرح ہم پریشان ہوئے ہیں۔ لیکن اس کی وجہ یہ ہے کہ سال ہا سال سے ہم نے خدا کو اپنے سکولوں سے اپنی گورنمنٹ سے اور اپنی زندگیوں سے فارغ کر دیا ہے خود ہی سوچو وہ کیسے ہم پر عنایات کرے اور ہمیں تحفظ دے جبکہ ہمارا مطالبہ ہے کہ وہ ہمیں تنہا آزاد چھوڑ دے۔

۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کا واقعہ پیش آ گیا۔ دہشت گردی کے واقعات ہو رہے ہیں۔ سکول کے بچے ایک دوسرے کو قتل کر رہے ہیں۔ خودکشیاں ہو رہی ہیں۔ آیئے دیکھیں یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے۔

یہ اس وقت شروع ہوا جب میڈ لائن مرے او ہیئر نے شکایت کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے سکولوں میں دعا نہیں ہونی چاہئے۔ اس تجویز کو ہم نے قبول کیا۔ پھر کسی نے کہا بائبل سکولوں میں نہ پڑھی جائے جو یہ کہتی ہے تم قتل نہ کرو۔ تم چوری نہ کرو بلکہ اپنے ہمسائے سے محبت کرو۔ ہم نے اس تجویز کو بھی قبول کیا۔ ڈاکٹر بنجمن سپوک نے کہا ہمیں اپنے بچوں کو سزا نہیں دینی چاہئے اگرچہ وہ بدتمیزی بھی کریں۔ تاکہ ان کی ننھی شخصیات متاثر نہ ہوں اور ان کی انا کو ٹھیس نہ پہنچے۔ (یہ وہی ڈاکٹر بنجمن ہے جس کے بیٹے نے خودکشی کر لی تھی۔) اس تجویز کو بھی ہم نے قبول کیا۔

پھر کسی نے کہا سکولوں کے استاد اور پرنسپل ہمارے بچوں کو نظم و ضبط کا پابند نہ بنائیں اگرچہ وہ بدتمیزی بھی کریں۔ اس پر سکولوں کے منتظمین بچوں کو شرمندہ کرنے مارنے اور سزا دینے سے رک گئے۔ اس طرزِ عمل کو بھی ہم نے قبول کیا۔

پھر کسی نے کہا کہ ہماری بیٹیوں کو اسقاط کی اجازت دی جائے اگر وہ چاہیں اس تجویز کو بھی ہم نے قبول کیا۔

کسی عقلمند سکول بورڈ ممبر نے کہا کہ چونکہ لڑکے بہرحال لڑکے ہیں اس لئے ہمیں اپنے بیٹوں کو ربڑ کے غلاف مہیا کرنے چاہئیں کہ وہ چاہیں تو خواہش کے وقت استعمال کر لیں ہم نے اس تجویز کو بھی قبول کر لیا۔

ہمارے چوٹی کے منتخب افسران نے کہا کہ ہماری نجی زندگی کے متعلق کچھ دخل نہ دیا جائے اگر ہم اپنے فرائض منصبی بخوبی ادا کر رہے ہوں۔ چنانچہ صدر بھی نجی زندگی میں جو مرضی کرے۔ ہم نے اس کو بھی قبول کر لیا۔

پھر کسی نے کہا کہ ہم ایسے رسالے شائع کریں جن میں عورتوں کی عریاں تصویریں ہوں۔ نسوانی حسن کو نمایاں کیا جائے۔ ہم نے اس کو بھی قبول کیا۔

کسی اور نے اس سے بھی آگے کی بات کی بچوں کی ننگی تصویریں شائع کیں اور اسے انٹرنیٹ پر مہیا کر دیا ہم نے اس کو بھی قبول کیا۔

پھر ہماری تفریحی صنعت نے کہا ٹیلی ویژن پر عریانی، فحاشی، تشدد اور جنسی بے راہ روی کو مشتہر کیا جائے اور ہمیں ایسی موسیقی ترتیب دینی چاہئے جس سے جنسی اغوا، منشیات، قتل، خودکشی اور شیطانی طریقوں کی حوصلہ افزائی ہو۔ ہم نے اسے بھی محض تفریح خیال کیا اور سمجھ لیا کہ اس کا کوئی برا اثر نہیں پڑے گا۔ ہم نے اسے بھی قبول کیا۔

اب ہم اپنے آپ سے پوچھتے ہیں کہ ہمارے بچوں کا ضمیر کیا چلا گیا۔ وہ غلط اور درست میں فرق کیوں نہیں کرتے۔ وہ کیوں اجنبیوں کو ہمجولیوں کو اور خود کو قتل کرتے ہیں ـــــ اس کا سادہ سا جواب یہ ہے کہ ہم وہی کچھ کاٹتے ہیں جو ہم بوتے ہیں۔

جب ایک بچی کلاس روم میں قتل کی گئی تو ایک غمزدہ طالب علم نے کہا پیارے خدا تو نے اس بچی کو کیوں نہ بچایا تو جواب ملا۔ ننھے بچے مجھے سکولوں میں آنے کی اجازت نہیں۔

یہ کس قدر مضحکہ خیز ہے کہ لوگ خدا کو فارغ کر چکے ہیں پھر حیران ہیں کہ دنیا دوزخ کو کیوں جا رہی ہے۔

یہ کس قدر مضحکہ خیز ہے کہ ہم اخباروں کی باتیں تو مانتے ہیں مگر بائبل کے بیانات پر تنقید کرتے ہیں۔

یہ کس قدر مضحکہ خیز ہے کہ ایک شخص کہتا ہے کہ میرا خدا پر ایمان ہے مگر پیروی شیطان کی کرتا ہے۔

یہ کس قدر مضحکہ خیز ہے کہ ہم محاسبہ کرنا تو چاہتے ہیں مگر اپنے محاسبے سے بچتے ہیں۔

یہ کس قدر مضحکہ خیز ہے کہ کوئی شخص اتوار کے دن حضرت مسیح کے ساتھ بڑی عقیدت کا اظہار کرتا ہے مگر ہفتے کے باقی دنوں میں عیسائی دکھائی نہیں دیتا۔

بقیہ: زبانِ خلق

سال سے پہلے دنیا میں امریکی کی ٹکر کی ایک اور سپر پاور USSR بھی تھی اور اسے بھی اپنی جان پر بڑا ناز تھا۔ یہ قطعی فیصلہ ناممکن تھا کہ مہلک ہتھیاروں کی دوڑ میں USA اور USSR میں سے برتر کون ہے۔ اس زمانہ میں دونوں سپر پاور ہر دم ریڈ الرٹ یعنی جنگی حالت میں رہتی تھیں اور یہ دعویٰ تھا اس وقت کہ ان میں کسی کو بھی تین منٹ کی مہلت عمل مل جائے اتنے سے وقفے میں وہ دوسرے کی اینٹ سے اینٹ بجا دے گا اور اسی وقفہ کے انتظار میں USSR نہتے افغانوں کے ہاتھوں دم توڑ گیا اور در در کا بھکاری بن گیا۔ غرور کی اللہ تعالیٰ نے ناک کاٹ کر ہاتھ پر رکھ دی۔ آج ٹیکنالوجی بہت آگے چلی گئی اور امریکن ایجنسیوں کا دعویٰ ہے کہ دنیا کے کسی کونے میں پہاڑ کی کھوہ میں یا کسی درخت کی جڑ میں اگر کوئی خرگوش بیٹھا امریکہ کے خلاف کوئی پلاننگ کرے تو پنٹاگون مرکز کو خبر ہو جاتی ہے اور اس خرگوش کی گردن ناپنے کے لئے امریکی خود کار نظام فوراً حرکت میں آ جاتا ہے۔ یہ امریکہ کا دعویٰ ہے اور شواہد ثابت کرتے ہیں کہ یہ ٹھیک ہے۔

یہ ٹھیک ہے تو یہ حادثہ تو ہوا ہے۔ تو پھر جھوٹ کیا ہے؟۔

آپ ہی اپنی اداؤں پر ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

آپ اگر صاف دل و دماغ کی آنکھ سے دیکھیں تو ظاہر ہو جائے گا کہ ڈاکہ کس نے ڈالا۔ ڈاکو باہر نہیں گھر میں ہے۔ یہ سچ ہے مگر یہ سچ سیکولرزم کی کوکھ سے پیدا ہونے والا مادہ پرست نہیں دیکھ سکتا۔ کاش آج کا مسلمان اسامہ اور طالبان کی طرح مومن کی فراست پالے تو پھر کوئی طالع آزما یہ حرکت سوچ سکے گا۔

جلالِ پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی!

دفاع افغانستان و پاکستان کونسل کے زیر اہتمام تنظیم اسلامی ملتان کی سرگرمیاں

دفاع افغانستان و پاکستان کونسل کے زیر اہتمام شہر ملتان میں متعدد پروگرام ہو چکے ہیں اور تا حال جاری ہیں۔ ہر پروگرام سے پہلے کسی بھی جماعت/تنظیم کے دفتر میں باقاعدہ اس کونسل کی مجلس شوریٰ کا اجلاس ہوتا ہے۔ جس میں گزشتہ پروگرام کی کارکردگی کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ اور آئندہ پروگرام کے لئے منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔ دوران ماہ جو پروگرام ہوئے ان کی مختصر کاروائی درج ذیل ہے۔

i) مورخہ ۲۸ ستمبر بروز جمعۃ المبارک: مورخہ ۲۸ ستمبر بروز جمعۃ المبارک سہ پہر ۴ تا ۷ بجے شام اس کونسل کے زیر اہتمام ایک ریلی چوک حسین آگاہی سے چوک گھنٹہ گھر تک ہوئی۔ تمام جماعتیں اپنے اپنے جھنڈوں اور بینروں کے ساتھ رواں دواں تھیں۔ امریکہ کے خلاف تمام دینی جماعتیں متحد نظر آئیں اور اپنی نفرت کا اظہار نعروں اور تقاریر کے ذریعے کیا۔ فضا نعرہ تکبیر سے گونج رہی تھی۔ گھنٹہ گھر چوک میں مختلف راہنماؤں نے امریکہ کے خلاف اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ شہر ملتان کے امیر تنظیم جناب ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی صاحب سورۃ المائدہ نمبر ۵۲۔۵۱ کی آیات کے حوالے سے گفتگو کی۔ بعد تک یہ پروگرام جاری رہا۔ رفقاء تنظیم کے ساتھ ساتھ احباب کی حاضری ۴۰ کے لگ بھگ تھی جبکہ مجموعی طور پر جلوس کے شرکاء کی تعداد تقریباً ۱۰۰۰ سے زائد تھی۔ اخبارات نے نمایاں کوریج دی۔

ii) مورخہ ۱۵ اکتوبر بروز جمعۃ المبارک: مورخہ ۱۵ اکتوبر بروز جمعۃ المبارک کو ریلی کا انعقاد ہوا۔ یہ بھی حسین آگاہی سے چوک گھنٹہ گھر تک ہوا۔ سہ پہر ۳ سے ۷ بجے شام یہ پروگرام ہوا۔ ریلی میں شامل تمام لوگوں نے اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ تنظیم کے رفقاء کی تعداد ۲۵ تھی۔ گھنٹہ گھر پہنچ کر ریلی کا اختتام ہوا اور قائدین نے تقاریر فرمائی۔ اس میں شرکاء کی تعداد تقریباً ۱۲۰۰ کے لگ بھگ تھی۔

iii) مورخہ ۱۸ اکتوبر بروز سوموار: یہ پروگرام اس لحاظ سے اہم تھا کیونکہ ایک دن قبل ہی امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے افغانستان پر حملہ کر دیا تھا۔ لہٰذا فطری طور پر مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے اور غم و غصہ کا اظہار غالب تھا۔ لہٰذا ایک پرجوش جلوس امریکہ کے خلاف نکالا گیا۔ نعروں سے فضا گونج رہی تھی۔ یہ جلوس چوک گھنٹہ گھر پہنچا۔ شرکاء کی تعداد ۳۰۰۰ کے لگ بھگ تھی اور رفقاء تنظیم کی تعداد ۳۰ سے زائد تھی۔ امیر تنظیم اسلامی جناب ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی صاحب نے نمائندگی کرتے ہوئے جلوس کے شرکاء سے خطاب کیا اور اخبارات نے نمایاں کوریج بھی دی۔

iv) مورخہ ۱۵ اکتوبر بروز سوموار: مورخہ ۱۵ اکتوبر بروز سوموار کو پورے پاکستان میں مکمل ہڑتال ہوئی جس کی کامیابی کا سہرا دینی جماعتوں کے قائدین کے ساتھ ساتھ تاجر تنظیموں کے سربراہان پر بھی ہے کہ انہوں نے اس ہڑتال کو کامیاب کرایا۔ کیونکہ اسی روز امریکی وزیر خارجہ کولن پاول خصوصی مشن کے تحت پاکستان آرہا تھا۔ حکومت پاکستان نے تو اس کو خوش آمدید کہا۔ لیکن پاکستان کی عوام نے اپنے جذبات کا ہڑتال کی صورت میں کیا۔ حکومت کی آنکھیں کھولنے کے لئے یہی کافی تھا کہ ۱۵ فیصد عوام کس کے ساتھ ہیں۔ اس موقع پر طالبان کے لئے خصوصی دعائیں کی گئیں۔ رفقاء تنظیم کی تعداد ۲۵ سے زائد تھی اور مجموعی طور پر شرکاء کی تعداد تین ہزار سے چار ہزار کے مابین تھی۔

v) مورخہ ۱۹ اکتوبر بروز جمعۃ المبارک: مورخہ ۱۹ اکتوبر بروز جمعۃ المبارک کو ایک ریلی کا انعقاد ہوا۔ جس کی قیادت مرکزی سیکرٹری جنرل سپاہ صحابہ پاکستان جناب خادم حسین ڈھلوں نے فرمائی۔ یہ ریلی جامع مسجد عائشہ صدیقہ سمیجہ آباد سے لے کر چوک کمہارانوالہ تک ہوئی۔ شرکاء کی تقریباً تعداد ۱۵۰۰ سے زائد تھی۔ اس میں مسلم لیگ (ن) کے کارکنان نے بھی شرکت فرمائی۔ اخبارات نے نمایاں کوریج بھی دی اور امیر تنظیم جناب ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی صاحب نے ریلی سے خطاب فرمایا۔

vi) مورخہ ۲۶ اکتوبر بروز جمعۃ المبارک: مورخہ ۲۶ اکتوبر بروز جمعۃ المبارک چوک منظور آباد سے دولت گیٹ تک ریلی کا اہتمام کیا گیا جس میں تمام جماعتوں کے راہنماؤں نے خطاب کیا۔ اخبارات نے نمایاں کوریج بھی دی۔ شرکاء کی تعداد ۱۰۰۰ سے زائد تھی۔

(مرتب: شہباز نور)

قرآن اکیڈمی کراچی میں ترجمۂ قرآن تربیت گاہ

قرآن اکیڈمی کراچی میں ۲۹ اکتوبر تا ۶ نومبر ترجمۂ قرآن تربیت گاہ منعقد کی گئی۔ اس تربیت گاہ کا مقصد ایک سالہ قرآن فہمی کورس کے شرکاء کو رہنمائی فراہم کرنا تھا۔ اس میں قرآن مجید کے ایسے مقامات کی نشان دہی کی گئی:

(۱) جن کے متن کی تلاوت میں عام طور پر دقت پیش آتی ہے۔
(۲) جن کا ترجمہ کرنے میں دقت پیش آتی ہے۔
(۳) جہاں تفسیر کا بیان مشکل ہوتا ہے۔
(۴) جہاں نازک مضامین بیان ہوئے ہیں؛ جن کے ترجمہ میں احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔
(۵) جن کے حوالے سے معترضین اشکالات پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان اشکالات کا ازالہ کرنے کی طرف رہنمائی بھی کی گئی۔
(۶) جہاں اہم مضامین بیان ہوئے ہیں؛ بالخصوص ایسے مقامات جہاں اسلام کا جامع تصور اور انقلابی فکر بیان کیا گیا ہے۔
(۷) جہاں محترم ڈاکٹر اسرار احمد اور دیگر مقررین و مصنفین کی کتب و کیسٹس کا حوالہ دینا مناسب محسوس ہو۔
(۸) جن کی تفسیر خود قرآن میں ہے۔
(۹) جہاں اصل مفہوم کو واضح کرنے کے لئے مضمون کے اعتبار سے مناسب لہجہ (Tone) اختیار کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔
(۱۰) جہاں موقع و محل کے اعتبار سے مناسب اشعار کا پڑھنا مفید ہوتا ہے۔
(۱۱) جہاں دعا کرنی چاہئے یا آیت کا جواب دینا چاہئے۔
(۱۲) جہاں کچھ الفاظ محذوف مانے جاتے ہیں۔

اس تربیت گاہ سے ۲۲ حضرات اور ۳ خواتین نے استفادہ کیا۔ تربیت گاہ کے اوقات صبح ساڑھے آٹھ بجے تا دوپہر ایک بجے تھے۔ تربیت گاہ کے دوران سورۃ الفاتحہ سے سورۃ المائدہ تک ترجمہ کرایا گیا اور مندرجہ بالا نکات کی طرف رہنمائی کی گئی۔ مدرس کے فرائض جناب انجینئر نوید احمد نے ادا کئے۔ شرکاء نے اس تربیت گاہ کو انتہائی مفید قرار دیا اور اس سلسلہ کو جاری رکھنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ (مرتب: محمد فیصل منصوری)

اسرہ بٹ خیلہ کی ماہانہ شب بسری

تنظیم اسلامی اسرہ بٹ خیلہ کی ماہانہ شب بسری ۳ نومبر کو باڈوان ضلع دیر کی مسجد محلہ مدے خیل میں ہوئی۔ نماز عصر کے بعد احباب کو اس پروگرام میں شرکت کی دعوت دی گئی۔ اس شب بسری میں شرکت کے لئے چھ رفقاء اور چار احباب تشریف لائے۔

مغرب کی نماز کے بعد راقم نے ''فرائض دینی کا جامع تصور'' کے موضوع پر حاضرین سے خطاب کیا' جسے رفقاء و احباب سمیت تقریباً ۳۵ نمازیوں نے توجہ سے سنا۔ اس دعوتی نشست کے بعد جناب احتشام الحق نے حاضرین کے سامنے ''مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق'' بیان فرمائے۔ نماز عشاء کے بعد کھانے کا وقفہ ہوا جس سے فراغت کے بعد امیر محترم جناب ڈاکٹر اسرار احمد کے خطاب جمعہ کا آڈیو کیسٹ بعنوان ''دہشت گردی'' بڑے انہماک سے سنا گیا۔ اس کے بعد آرام کا وقفہ دیا گیا۔

اذان فجر سے تقریباً سوا گھنٹہ قبل تمام رفقاء کو تہجد کے لئے جگایا گیا۔ سب انفرادی طور پر عبادات میں مصروف رہے۔ فجر کی نماز کے بعد راقم نے سورۂ آل عمران کی آیات ۱۰۲ تا ۱۰۴ کے حوالہ سے ''امت مسلمہ کے لئے سہ نکاتی لائحہ عمل'' بیان کیا۔

ناشتہ کے بعد کی نشست میں تنظیمی امور نمٹائے گئے اور آئندہ کے تنظیمی اجتماع کے لئے متفقہ طور پر جگہ اور وقت کا تعین کیا گیا۔ اس موقع پر دو احباب جناب مولانا مظہر الحق' خطیب و امام مسجد محلہ مدے خیل اور ان کے چھوٹے بھائی مطیع الحق بیعت فارم پُر کر کے تنظیم میں شامل ہوئے۔ واضح رہے کہ ان کے دو بڑے بھائی تنظیم الحق اور تقویم الحق پہلے ہی سے تنظیم کے رفیق ہیں۔

(رپورٹ: شوکت اللہ شاکر)

اکتوبر میں تنظیم اسلامی ذیلی حلقہ سرگودھا کی سرگرمیاں

دعوتی پروگرام

۱) ۱۷/اکتوبر کو قصبہ سلانوالی کے ہائی سکول کی مسجد میں تقریباً ۳۵ احباب سے تنظیم اسلامی سرگودھا (شرقی) کے امیر جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن نے دعوتی خطاب کیا۔

۲) ۱۴/اکتوبر اور ۲۱/اکتوبر کو ہفتہ وار اجتماعات میں جناب ڈاکٹر رفیع الدین نے دعوتی خطاب کئے۔ ان میں ۲۵ احباب اور سات مقامی رفقاء شریک ہوئے۔

۳) ۱۵/اکتوبر کو بعد نماز عشاء برمکان رفیق تنظیم جناب خورشید احمد قریشی ایک دعوتی پروگرام تشکیل دیا گیا۔ اس میں جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن نے تقریباً ۲ گھنٹے کا دعوتی خطاب کیا' جسے پچیس حضرات اور اسی قدر خواتین نے سنا۔

۴) گورنمنٹ انبالہ کالج سرگودھا کی مسجد میں ہر اتوار دعوتی پروگرام جاری رہا۔

۵) رفیق تنظیم جناب طاہر بشیر کے مکان پر ۱۸/اکتوبر کو ایک دعوتی پروگرام ہوا جس میں جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن نے مدرس کی ذمہ داری سرانجام دی۔ اس پروگرام میں ۲۰ افراد شریک ہوئے۔

۶) روزانہ دعوتی پروگرام بذریعہ ویڈیو مقامی تنظیم غربی کے زیرانتظام جاری رہا۔

دروس قرآن

مسجد حیدر کرار محمدیہ کالونی سرگودھا میں ہر اتوار کو بعد نماز عشاء درس قرآن باقاعدگی سے ہوتا رہا۔ جناب ڈاکٹر رفیع الدین نے مدرس کی ذمہ داری نبھائی۔

درس حدیث

ہر جمعہ کو بعد نماز مغرب مسجد جامع القرآن میں جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن نے بدنظری اور نکاح کے موضوعات سے متعلق احادیث کا درس دیا۔

تربیتی پروگرام

مقامی رفقاء کے تربیتی اجتماع میں منتخب نصاب کے ترتیب وار موضوعات پر درس ہوتا رہا۔ مدرسین کی ذمہ داری جناب عبدالخالق اور ڈاکٹر عبدالرحمٰن نے نبھائی۔ اس ماہ سورہ بنی اسرائیل کے حوالہ سے ''اسلامی معاشرے کی بنیادی اقدار'' پر جبکہ سورۃ الحجرات کے حوالے سے ''مسلمانوں کی سیاسی و ملی زندگی کے راہنما اصول'' پر خطابات کئے گئے۔

انتظامی و تنظیمی اجلاس

۱۰/اکتوبر کو دفتر تنظیم اسلامی سرگودھا میں رفقاء کا ایک تنظیمی اجلاس طلب کیا گیا' جس میں متفرق امور پر مشاورت ہوئی۔ اس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

۱۔ دعوتی پروگراموں کو خصوصی اہمیت دی جائے۔ اس حوالے سے ماہ نومبر کے پروگرام طے کئے گئے۔

۲۔ نقباء اور دیگر ذمہ داران ہر روز نماز عشاء کے بعد دفتر میں جمع ہوا کریں تاکہ حالات پیش آمدہ کے مطابق لائحہ عمل تیار کیا جائے۔

۳۔ دفاع پاکستان و افغانستان کونسل کے پروگراموں میں شرکت کو یقینی بنایا جائے۔

۴۔ ذاتی رابطوں کے ذریعے عوام کی ذہنی تربیت کی جائے اور دین کے جامع تصور کو واضح کیا جائے۔

۵۔ ماہ رمضان میں دورہ ترجمہ قرآن کے پروگرام کو حتمی شکل دی گئی۔

اس اجلاس میں ۱۲ رفقاء شامل ہوئے۔

دورۂ فیصل آباد

۲۱/اکتوبر کو امیر محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے دورۂ فیصل آباد کے موقع پر سرگودھا سے ۱۶ رفقاء قرآن اکیڈمی فیصل آباد پہنچے۔ امیر محترم کے مختصر خطاب اور دیگر اجتماعی پروگراموں میں شرکت کے بعد سہ پہر کو یہ قافلہ واپسی کے لئے روانہ ہوگیا۔

متفرقات

۱۔ مسجد جامع القرآن میں نماز جمعہ کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ خطبہ جمعہ جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن دیتے ہیں۔ یہاں اوسطاً ۷۰ سے ۷۵ افراد نماز جمعہ ادا کرتے ہیں۔

۲۔ دفاع پاکستان و افغانستان کونسل کے تمام مشاورتی اور احتجاجی پروگراموں میں رفقاء پوری دلچسپی کے ساتھ شرکت کرتے رہے۔ اوسطاً ۵۰ فیصد رفقاء احتجاجی مظاہروں میں شامل ہوتے ہیں۔

۳۔ طالبان فنڈ میں رفقاء اعانت کر رہے ہیں۔ اس حوالے سے انہیں مزید ترغیب دی گئی اور تسلی بخش ردعمل کی توقع ہے۔

۴۔ دوران ماہ امیر محترم کی طرف سے جاری کردہ پریس ریلیز ایک ایک ہزار کی تعداد میں چھپوا کر دفاع کونسل کے اراکین اور دیگر حضرات تک پہنچائے گئے۔ اسی مدت میں مختلف مواقع پر تین پریس ریلیز ہینڈ بل کی صورت میں بھی چھپوا کر تقسیم کئے گئے۔ (مرتب: اللہ یار)

بقیہ: حقیقتِ احوال

ہوئے ہیں تو ایسی ہی کارروائی آپ نے بوسنیا میں کیوں نہیں کی؟ اسی طرح کشمیریوں پر ہندو اور فلسطینیوں پر اسرائیل جو ظلم ڈھا رہا ہے' کیا وہ دہشت گردی کی تعریف میں داخل نہیں؟ اور اگر ان سوالوں کا جواب امریکہ اور اس کے حواریوں کی طرف سے نفی میں ہو تو پھر جس دہشت گردی کے جواب میں امریکہ افغانستان میں کارروائی کر رہا ہے' اس کی تعریف یوں ہوگی: ''ایک قوم کو ہر طریقے سے تنگ کیا جائے' اس کی آزادی سلب کر لی جائے اور اس کی قومی' نسلی' روحانی اور اخلاقی اقدار کو پامال کیا جائے۔ پھر اگر اس ظلم کے جواب میں وہ قوم کوئی انتقامی کارروائی کرے تو اس پر دہشت گردی کا لیبل لگا کر اس کے خلاف عالمی غنڈوں کو اکٹھا کیا جائے اور اس قوم پر حملہ کر دیا جائے''۔ گویا ''ظلم و بربریت کے خلاف زبان کھولنا یا ظالم و جابر کے خلاف کوئی عملی اقدام کرنا دہشت گردی کہلاتا ہے''۔ اب اگر اس شے کو دہشت گردی کا نام دے کر طالبان پر اعتراض کیا جاتا ہے تو اس دہشت گردی پر نہ صرف ان کو فخر ہے بلکہ پوری امت مسلمہ کو بھی ناز ہے۔ دنیا کان کھول کر سن لے کہ جب تک ظالم کیفر کردار تک نہ پہنچ جائے اور اس کے ظلم و جور کا قلع قمع نہ ہو جائے۔ خواہ وہ ظالم اقوام متحدہ ہو یا سلامتی کونسل' آئی ایم ایف ہو یا ورلڈ بنک' بش ہو یا پیوٹن' شاہ فہد ہو یا پرویز مشرف ——— ہماری دہشت گردی جاری رہے گی۔

بقیہ: دعوتِ فکر

کو ترک کر دے۔ جو لوگ بھی اس پر عمل کریں گے وہ میدانِ حشر میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی معذرت پیش کرنے کے قابل ہوں گے۔

جہاد فی سبیل اللہ کا ایک محاذ خالی تھا' ہم نے اس کے لئے آواز لگا دی ہے۔ اب اللہ جہاں تک چاہے گا' اس آواز کو پہنچائے گا اور وہ جسے چاہے گا' اس جہاد میں شرکت کی توفیق دے گا۔ توفیق دینا انسان کا کام نہیں ہے۔

ضرورت رشتہ

۳۶ سالہ ایم اے (اسلامیات)' سرکاری ملازم (خود مختار) کو بوجوہ دوسری شادی کے لئے دینی مزاج کا حامل رشتہ درکار ہے۔ رابطہ: شہزادہ جنرل سٹور' ۱۸ ادلشاد سٹریٹ' شالامار ٹاؤن لاہور

امریکہ سے ایک حوصلہ افزا مکتوب

Dear Editor,
Assalaam-u-`alikum,
A magazine like Nida-e-Khilafat and column by Abul-Hasan, Rana Khan, Abid Ullah Jan and others and editorial by you, instead of those nonsence Magazines and columnists this is the writeup what we are looking in current situation. I wish all Pakistani writers kindly write and speak in this tone. You built your bases on sincerity, loyality with true values and sensible writers. God bless your Magazine.

Wassalaam,
Alvi,
West Palm Beach.

بقیہ: افغانستان میں طالبان کی پسپائی

اور اس کے لئے

﴿ ایک جانب تو امید ہے کہ افغانستان میں طالبان بھی اپنی نئی تنظیم کریں گے اور جدو جہد کا کوئی متبادل راستہ اختیار کریں گے ــــ اور ساتھ ہی نہ صرف اپنے کارکنوں بلکہ افغان عوام کی ضروری ذہنی وفکری اور عملی واخلاقی تربیت کا اہتمام بھی کریں گے اور کوئی عجب نہیں کہ کچھ ہی عرصہ کے بعد افغان عوام ابتری اور انارکی سے پریشان ہو کر طالبان کی چھ سالہ حکومت کے امن و امان کو حسرت بھرے انداز میں یاد کرتے ہوئے ان کی حکومت کی واپسی کی راہ ہموار کر دیں ــ

﴿ تو دوسری جانب ہم مسلمانان پاکستان کا فرض ہے کہ مایوس اور بددل ہونے کی بجائے ایک عزم نو کے ساتھ پاکستان میں اسلامی انقلاب کے لئے کوشاں ہوں اور اس کے ضمن میں کوئی ہنگامہ اور ابتری پیدا کرنے کی بجائے (جس سے امریکہ کو اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لئے پیش قدمی کا جواز پیدا ہو جائے) منہج انقلاب نبوی ﷺ پر عمل پیرا ہو کر عوام کی ذہنی وفکری اور اخلاقی وعملی تربیت بھی کریں اور انہیں سمع وطاعت کے ایک مضبوط نظام میں بھی منسلک کریں ــــ اور پھر خالص پرامن اور منظّم مظاہروں کے ذریعے ارباب اختیار سے مطالبہ کریں کہ (i) پاکستان میں قوانین شریعت کے نفاذ کے ضمن میں جو رکاوٹیں ملکی دستور میں موجود ہیں انہیں رفع کر کے تنفیذ شریعت کا پرامن اور تدریجی عمل فوراً شروع کر دیں ــــ (ii) خاص طور پر پر انسداد سود کے ضمن میں بلا تاخیر عملی اقدامات کا کم از کم آغاز فی الفور کر دیا جائے جس کے لئے سابقہ اور موجودہ حکومتوں کی قائم کردہ کمیٹیوں میں سے کسی ایک (مثلاً راجہ ظفر الحق صاحب کی سرکردگی میں بننے والی کمیٹی) کی سفارشات کو اختیار کیا جا سکتا ہے ــــ (iii) افغانستان میں طالبان پر ہونے والے ممکنہ مظالم کو روکنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے ــــ اور پاکستان اور عرب ممالک کے ان شہریوں کی سلامتی کو یقینی بنانے کے لئے ہر ممکن دباؤ ڈالا جائے جو صرف اسلامی جذبے کے تحت طالبان کی مدد کے لئے افغانستان گئے تھے ــــ! اور خصوصاً عرب مجاہدین کی اکثریت تو ان لوگوں پر مشتمل ہے جو روسی حملے کے خلاف افغانستان کے دفاع کے لئے اپنے اپنے ممالک سے افغانستان آئے تھے!

خادم قرآن واسلام **ڈاکٹر اسرار احمد** امیر تنظیم اسلامی

ڈاکٹر اسرار احمد

کی تالیف

"استحکام پاکستان"

اس کتاب کا مطالعہ خود بھی کیجئے اور اسے زیادہ سے زیادہ عام کیجئے

شائع کردہ: **مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور**

learned propaganda tools by the state controlled TV. We just recently witnessed how remarks of the personalities associated with religious parties were presented out of context to support the government's point of view.

Press allied states to reduce aggressiveness. We should pressure the US and its allies to reduce their aggressiveness and the aid they supply to ideological brethren in such countries as Israel, Turkey, Jordan, Egypt, and Algeria as well as in Pakistan. We have a wide range of communication tools at our disposal with which to confront the allies' double standards of freedom, human rights and democracy.

Support those confronting fundamentalist US and its allies. As the myth of American might deepens; as the reward for anti-Islam activities increases and as a curtain of silence and terror comes down around Muslims, an increasing number of true believers are losing their voice in the western world. To be celebrated by Muslims in the Muslim countries would greatly boost their morale and prestige.

Urge gradual transition to Islamic statehood. Time will show how no government before and after the Taliban could give Afghanistan as much peace and opportunity to prosper as the Taliban did. It shows that every people know what kind of government suits them. If the US feels that instead of democracy, bringing a king from outside is the solution to the Afghan problem; we know what is the solution for the prevailing problems in our respective countries. Electing puppets to the government through sham elections would solve little. Often they make matters worse by strengthening divisions among Muslims. We must stress for an end to all interference in our internal affairs and try to workout local solutions for stabilising our governments.

پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تو جھکا جب غیر کے آگے نہ من تیرا نہ تن!

had to learn how to contain Soviet communism." The US has provided them with a perfect opportunity to not only contain but also eradicate Islam wherever necessary.

These are not eccentric thoughts of a few commentators; such fears, inculcated by the media have touched a nerve deep in the Western psyche long before the fall of Soviet Union. To cite one piece of survey research, a poll conducted in mid-1989 asked French citizens "Which of the following countries appear to you today to be the most threatening to France?" In response, 25% answered Iran, 21% the U.S.S.R., and 14% the Arab countries in general. More than half the respondents - 57% to be exact -- believed that one or more of the Muslim states are most threatening to France. Similar opinions have touched the peak in the twelve years since then.

The Sunday Times called on the West and the then Soviet Union jointly to "prepare for the prospect of an enormous and fundamentalist Islamic wedge, stretching from Morocco to China." According to William Lind's geopolitical assessment, Soviet Union's "role as part of the West takes on special importance in the light of a potential Islamic revival.... The Soviet Union holds the West's vital right flank, stretching from the Black Sea to Vladivostok." After the Soviet Union, Walter McDougall, the Pulitzer-prize winning historian, saw Russia holding the frontier of Christendom against its common enemy.

We have wrongly assumed that the US and its allies are against terrorism, not Islam. If it were so, there would have been no attempts to interpret Islam in the ways acceptable to the West. An American magazine, *City Journal*, describes Islam as "deeply political, in the sense that it pushes its adherents to hold power; and once Muslims do gain power, they feel a strong impetus to apply the laws of Islam, the shari'a. So Islam does, in fact, contain elements that can justify conquest, theocracy, and intolerance" (November 2001). The allies have now shouldered the responsibility to hold Muslims from becoming "intolerant," gaining power, applying Islamic laws and interpreting Islam as they have been doing since 1400 years.

Moreover, American advisors to the state, like Denial Pipes, suggest to include "shutting down Internet sites that promote Islamist violence ... reaching out to moderate non-Islamist Muslims for help" and holding "experts on Islam and Muslims-academics, journalists, religious figures, and government officials - to account for their views" in the next phase of the war on Islam (*City Journal*, Nov. 2001). Attempts are underway to define acceptable Islam and Muslims. For instance, according to the *Daily Telegraph* London (Sept. 14, 2001), "Islam (a religion) is not the problem, but Islamism (a totalitarian ideology) is...It politicises the religion, turning it into a blueprint for establishing a coerced utopia. In many ways, its programme resembles those of fascism and Marxism/Leninism." Efforts are underway to further classify Islam into "Islam" and "Islamism" - rejected and banned. According to the *National Interest* (Spring 2000), "Islamism has three main features: a devotion to the sacred law, a rejection of Western influences, and the transformation of faith into ideology...Islamism represents an Islamic-flavoured version of the radical utopian ideas of our time, following Marxism-Leninism and fascism." The new twisted theories define Islam as "a personal credo" emphasises individuals, where as Islamism as "political ideology," emphasises communities. According to *Nation Interest* (Fall 1995), in the hand of Islamic fundamentalists, "Islam is transformed from a personal faith into a ruling system." The *Los Angeles Times* also declared, "It Matters What Kind of Islam Prevails (July 22, 1999).

What We Should Do

Turning to specific policy recommendations, the overriding goal of the Muslim in the face of the thickened plot must be to remove the above mentioned misconceptions propagated with the objective to confuse and split the Muslims into as many groups as possible. We need to leave our respective branches to save the core of Islam. Religious parties are definitely next victims. They must say good-bye to their individual differences, join hands and chalk out a strategy, a structure and a system to address the threats looming large behind the sideshows, like the war on terror, war on the Taliban, broad based government, etc.

Engage in official or public dialogue. The US believes that dialogue sends signals that undercut existing governments without bringing any gains. According to Hosnie Mubarak, "to engage in dialogue with radical fundamentalists is a waste of time. " Only those would avoid a dialogue who do not have a solid argument. The Muslims need to clarify their position and the fact that there are no classes in Islam and indeed Islam is a code of life - not just rules for individuals.

Do not appease. As a former CIA specialist on Iran notes, "fundamentalism is a war fought primarily in Muslim imaginations. Private and collective dreams are not amenable to negotiations." In reality, the US plans to cultivate pro-Americanism and pave the way for making its policies acceptable throughout the world are totalitarian dreams. The allies would respond to appeasement by demanding more concessions.

Don't assist allies in their war on Islam. As their tactics are well know, we must avoid helping the US and its allies in dismantling the core of Islam. We need to combat the propaganda point by point. Demonising the Taliban for paving the way for a wider war on Islam is the best example to explain the issue. Avoid being used as a tool by the newly

View Point

Abid Ullah Jan
(E-mail: abidjan2@psh.paknet.com.pk)

The Plot Thickens As The Myth Deepens.

How naïvely some of us might feel relieved with the fall of the Taliban government. Awaiting peace and economic stability to follow, they would also expect the demoralized "Islamists" not to ever look into the American eyes and say no to its dictates. It simply shows, the plot against Islam has further thickened amid the deepening myth of the American might. Those who initially believed the war is on some "terrorists" must have seen the crisis in Afghanistan as a side show, where the objective is not merely to end the "terrorist Taliban", but also to end a way of life in the Muslim world. The US has shown no illusions that its objective is eradication of the very existence of the Muslims and Islam ***in the present form***. In Afghanistan, we see the American vision for the Muslim world, one that applies no less to other Muslim capitals than to Kabul. The worst is yet to come.

In the post-Taliban world, the Muslims are not even expected to have sympathies with anything remotely linked to "traditional" Islam. Demonisation of the Taliban has already attached a stigma to everything associated with Madrassa, Talib, Maulvi, Maoulana, Imam, Mufti, *Islamiat*, *ahadis*, and *sharia*. The Muslims are disliked for what they believe in, not for what they do; short of giving up the Islam, we cannot please or appease the US and its allies. And helping us to give up the Islamic way, which is believed to be the cause of our not accepting the US policies, is the core of future strategies of the war on Islam. In this regard, Thomas Friedman predicts that the pending "real war" in this region "is in the schools." In the first phase he proposes a quick "military operation against bin Laden" but for the longer war on Islam, Mr. Friedman proposes: "when we return, and we must, we have to be armed with modern books and schools - not tanks. Only then might we develop a new soil - a new generation as hospitable to our policies as to our burgers...Until then, nothing pro-American will grow here" (*The New York Times*, November 13, 2001).

This is the finest example of a frozen mindset that never thinks of reviewing the US policies to make them acceptable. Instead it suggests grooming new generations for accepting the US policies. In 1994 the call of *Wall Street Journal* (Feb. 25) was to "Cultivate Pro-American Kuwait," now the call of the *New York Times* is to cultivate a pro-American Muslim world. Since working on others is the strategy, the next phase of the war would thus target Islamic identity more intensely than before. The media-guided propaganda bombs would target the legitimacy of religious parties, existence of religious institutions, presence of *Islamiat* in school curriculum, role of religion in the state affairs, presence of bearded personnel in armed forces, availability of Islamic literature, religious restrictions on alternative lifestyles, and open criticism of the US policies in the Muslim world. This process would continue until the simmering rage and passive resistance intensify the already ignited final conflict of the human history.

With the deepened myth of the American might, the US intends to seize the opportunity and deal with the threat identified by the *National Review* long ago as, "The Muslims are Coming! The Muslims are Coming!"(Nov. 19, 1990). It is time to deal with the issue of Islam which the said magazine described as a "profound and ancient fear [which] is far from imaginary." What used to appear occasionally, like Leon Uris warning in his novel *The Hajj* (1984) -- "the West and Western democracies...you can't keep your head in the sand about this situation any longer...we have an enraged bull of a billion people on our planet, and tilted the wrong way they could open the second road to Armageddon" -- has become a regular feature of the Western media for the rest of the war period.

Unfortunately, we look at the issues in isolation and embrace comfortable solutions. War on Osama is approved, for he is alone. Evidence against Osama is accepted for the US says so. The coalition is supported for its good for our economy and dictatorship. War on the Taliban is acceptable for they have turned from asset to liability. Refugees are no problem for assistance is coming. Crisis in Afghanistan is acceptable for the US says a broad based government would resolve it. But the allies in terror don't look at issues like this. Peter Jenkins, a leading British commentator, for instance, sees today's problem in light of a conflict going back six and a half centuries: "keeping Islam at bay was Europe's preoccupation from 1354, when Gallipoli fell, until the last occasion on which the Turks stood at the gates of Vienna in 1683. It is once more a preoccupation in the face of the Islamic Revolution."

Visualising Islamic threat, editorial writers at London's *Sunday Times* back in the 1990s found "the concept of containment" as valid. "Almost every month the threat from the Warsaw Pact diminishes; but every year, for the rest of this decade and beyond, the threat from fundamentalist Islam will grow. It is different in kind and degree from the cold war threat. But the West will have to learn how to contain it, just as it once

مرکزی انجمن خدام القرآن کے شعبہ سمع و بصری

دین کے اہم موضوعات پر

تیار کردہ کمپیوٹر سی ڈیز

ایک سی ڈی کی قیمت 60روپے

رمضان المبارک کے مہینے میں قرآن فہمی کا بہترین موقع

بیان القرآن (نیا ایڈیشن)

☆قرآن مجید کا ترجمہ اور مختصر تفسیر ☆ مقرر: ڈاکٹر اسرار احمد صاحب
☆2 سی ڈیز پر مشتمل (ہر سی ڈی میں پندرہ پارے) ☆MP3فارمیٹ
☆۱۰۸ گھنٹے کی آڈیو ☆ پہلے سے بہت بہتر آواز، نئی ایڈیٹنگ اور نئے گیٹ اپ میں قرآن مجید کے مکمل متن کے ساتھ

خطاباتِ جمعہ

☆120 خطاباتِ جمعہ کا مجموعہ، تین سی ڈیز میں (ہر سی ڈی میں چالیس خطابات) ☆مقرر: ڈاکٹر اسرار احمد صاحب ☆اہم موضوعات پر تقاریر اور ملکی و عالمی حالات پر قرآن و حدیث کی روشنی میں تبصرہ
☆ MP3فارمیٹ میں

حقیقتِ دین و ایمان

☆ٹی وی پروگرام "حقیقتِ دین" کی آڈیو پر مشتمل سی ڈی
☆ مقرر: ڈاکٹر اسرار احمد صاحب ☆ MP3 فارمیٹ میں
☆ایمان ، جہاد ، سیرت النبی ﷺ اور خلافت جیسے اہم موضوعات پر مشتمل چالیس سلسلہ وار تقاریر مع سوالات وجوابات

الہدیٰ

☆دین کے جامع تصور سے آگاہی اور دینی تقاضوں کا فہم حاصل کرنے کا مؤثر قرآنی نصاب ☆ مقرر: ڈاکٹر اسرار احمد صاحب
☆Real Audioفارمیٹ میں☆قرآن مجید کے منتخب نصاب پر مشتمل چوالیس تقاریر

اسلام اور خواتین

☆شادی بیاہ کی رسومات، اسلام میں عورت کا مقام، اسلام میں پردہ کی اہمیت جیسے اہم معاشرتی موضوعات کے بارے میں قرآن وسنت کی راہنمائی پر مشتمل تقاریر کا مجموعہ
☆مقرر: ڈاکٹر اسرار احمد صاحب ☆MP3فارمیٹ میں

تلاوت قرآن مجید

☆دنیائے اسلام کے دو عظیم قراء الشیخ محمد صدیق المنشاوی اور الشیخ محمود خلیل الحصری کی خوبصورت آوازوں میں قرآن مجید کی تلاوت
☆MP3 فارمیٹ میں ☆ قرآن مجید کے مکمل متن کے ساتھ

Basic Themes of Al-Quran

☆قرآن مجید کے اہم موضوعات یعنی ایمان ، شرک ، نفاق، جہاد اور خلافت پر مشتمل انگریزی زبان میں بیس سلسلہ وار تقاریر کا مجموعہ
☆ مقرر: ڈاکٹر اسرار احمد صاحب ☆ MP3 فارمیٹ میں

انٹرنیشنل خلافت کانفرنس

2001ء کے اوائل میں پہلی انٹرنیشنل خلافت کانفرنس کی وڈیو سی ڈی
☆ اندرون و بیرون ملک کے تمام مندوبین کی تقاریر
☆Real Mediaفارمیٹ میں

پاکستان ایک فیصلہ کن دوراہے پر

☆سابق امریکی صدر کے دورہ پاکستان کے موقع پر امیر تنظیم اسلامی کی ایک اہم تقریر کی وڈیو سی ڈی

رمضان المبارک کے مہینے میں اپنے دوستوں کو عید کارڈ کی بجائے ان کمپیوٹر سی ڈیز کا تحفہ دیجیے

ملنے کا پتہ: **مکتبہ قرآن اکیڈمی** 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔فون: 03-5869501۔فیکس: 5834000

ای میل: anjuman@tanzeem.org ویب سائٹ: www.tanzeem.org